

شاعری
کی

دوسری کتاب

اُردو زبان میں نقطہ صیغ کرنے کا آسان قاعدہ

مصنفہ

عالیٰ جناب مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب تحفہ لکھنوی

باہتمام کترین قمر الدین احمد خیر ماہ

نامیچ لکھنؤ میں حسن بنی چھپی

جلہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اردو زبان کی مستند کتابیں

۴۰	مجموعہ مرثیہ انیس جلد اول	۵۵	امیر اللغات، مولفہ منشی امیر محمد منیالی مرحوم
۴۱	جلد دوم	۵۶	قرار اللغات - محاورات اردو کا لغت
۴۲	جلد سوم	۵۷	سرمایہ زبان اردو لغت جلال لکھنوی
۴۳	تذکرہ ابجیات مصنفہ آزاد	۵۸	فرہنگ شفق - محاورات اردو مع اشلہ
۴۴	کلیات ابراہیم آبادی کامل	۵۹	لغات کشوری - عربی فارسی الفاظ و دین العلم
۴۵	دیوان یاس عظیم آبادی	۶۰	بحر الفصاحت - علم معانی و بیان و فن فایض و بیاض
۴۶	گلزار داغ	۶۱	مرکب الیب امیر منشی امیر احمد کے خطوط کا مجموعہ
۴۷	آفتاب داغ	۶۲	مرقع ادب - خطوط شعر
۴۸	مہتاب داغ	۶۳	زر کامل خیال - علم عروض و بحر امیر لکھنوی
۴۹	دیوان داغ	۶۴	نقشہ ندر دریات شاعری علم عروض
۵۰	مرۃ الغیب دیوان امیر	۶۵	چراغ سخن - علم عروض و قافیہ مولفہ یاس
۵۱	صنم خانہ عشق	۶۶	افادہ تاج گوئی - جلال لکھنوی
۵۲	مینا کے سخن	۶۷	مفید الشعر انذکیر و تانیث جلال لکھنوی
۵۳	گلگلدہ - دیوان عزیز لکھنوی	۶۸	دستور الشعر ارسالہ تذکیر و تانیث
۵۴	خورشید مجسمہ دیوان نزار کامل حسین صاحب لکھنوی	۶۹	خواجہ جامد بیہ - مرزا ادج لکھنوی
۵۵	دیوان نقش لکھنوی	۷۰	موازنہ امیر و دبیر علامہ شبلی
۵۶	نظم نگار بن دیوان جلال لکھنوی	۷۱	رد موازنہ علامہ شبلی
۵۷	دیوان محبوبون نواب قمر الدین حیدر	۷۲	سوانح رشید لکھنوی مرثیہ گو
۵۸	دیوان شاد پیر میر لکھنوی	۷۳	معرکہ یکبست و شمشیر
۵۹	ذوق کمال دیوان سید محمد ہمدی	۷۴	تذکرہ سراپاے سخن
۶۰	گلزار ہنم آمبوری	۷۵	رد و رقعات امیس
۶۱	دیوان غزل سخن ناتمام	۷۶	تہزک اردو
۶۲	دیوان حفیظ بلگرامی	۷۷	شرح دیوان غالب نظم طباطبائی
۶۳	دیوان شرف	۷۸	سوانح نظیر اکبر آبادی
۶۴	دیوان ذوق	۷۹	مصباح القواعد
۶۵	دیوان زند	۸۰	گر شمع عشق دیوان عاجز

بالقوسہ

فن شاعری متعدد دقیقہ ہے کہ اسکی بدولت شاعروں کو بادشاہوں کے پہلو میں جگہ ملی ہے
سلطنتوں نے ناز اٹھائے ہیں۔
مگر انوس آج وہی فن ذلیل تر نظر آتا ہے۔ اور سادہ مشاعرے کی شرکت سے
احترام کرتے ہیں۔

نو تھوڑا شاعر کہتے ہیں شاعری ماحصل کہنے میں استاد فن کی ضرورت نہیں شاعر
خود بخود بن جاتا ہے۔ اسی سبب سے آجکل بے حصول فن لوگ شکر کہتے ہیں اور شاعر بن جاتے
ہیں۔ مشاعرے میں گاکر اور ناچ کر اور بعض جھڑ سوز اشعار پڑھ کر داد سن لیتے ہیں۔
اور انکو کافی داد ملتی ہے۔ تہذیب و عرف میں مشاعرہ تو مفقود ہو گئی اب صرف سامعین کو
خوش کر لینے کا نام شاعری ہے۔

مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ یہ گمراہ ہیں موٹی موٹی معنوی غلطیاں کئے کلام میں پائی
جاتی ہیں جسکا انکو فن کی تاواقت سے ادراک نہیں ہوتا۔ اور ادراک ہوتا ہے تو اسکے
دفع کرنے کی قدرت نہیں کہتے بعض محاورات کو صحیح ادا نہیں کر سکتے۔ ان سب باتوں کو
جاننے دیجیے۔ سب سے زیادہ ضروری شاعر کیلئے وقفیت علم عروض بنانی ہے جسکا جاننا ہر
شاعر کے لیے واجب ہے۔ مگر انوس ہے کہ علم عروض کے جاننے والے شاعر اب بہت کم ہیں
سو شاعر نہیں بشکل ایک عروضی نظر آتا ہے۔

شاعری بہت بڑھتی جاتی ہے اور یہ فن ذلیل ہوتا جاتا ہے گو ذہن نشین تمام ضروری

علوم و فنون کی حفاظت کا تو بندہ بست کیا ہے۔

یعنی اگر کسی ڈاکٹری کی سند حاصل نہیں کی ہے اور وہ ڈاکٹر بننا ہی تو قانون کے
سزا دینے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے کوئی طب کی سند نہ رکھتا ہو اور طبیب بننا چاہے تو مستوجب
سزا ہے۔

کسی نے قانون کی سند حاصل نہیں کی ہے اور وکیل بننا چاہتا ہے تو مجرم ہی مگر افسوس
من شاعری جو سب سے زیادہ لطیف درنازک فن ہے اس کے تحفظ کا کوئی بندہ بست نہیں
ہر شخص جو ذرا بھی خوش گلوں اور موسیقی میں کچھ بھی دخل رکھتا ہے کانوں کو خوش
کر کے شاعر بن سکتا ہے۔ آجکل یہ عام رواج ہو گیا ہے اور لوگ اس بات پر ناز کرتے
ہیں کہ میں علم عروض نہیں جانتا لیکن شاعر ہوں بعض کہتے ہیں کہ شاعری سیکھنے
سکھانے کی چیز نہیں ہے خود بخود آجاتی ہے۔ بعض اپنے استادوں سے انحراف کر کے
خود استاد بن جاتے ہیں۔

ان صبا باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرثیہ گو، مہر پر رقص مہری کو کے اہل مجلس کو پڑاتے
ہیں اور شاعر اپنی خوش گلوں کی داد لیتے ہیں۔

اگر کسی شخص بجز اور وقت طلب دیف قافیہ میں جس میں قدامت مایہ ہے کوئی مصرع
طرح دیکر مشاعرہ کہیے تو شاید ایک شاعر بھی نہ آئیگا۔ جب تک گانے والی طرح نہ ہو۔ دوسرا
حیثیت ہی کہ غزل میں اب مہر فیہ کار نکافتیا کیا جاتا ہے فوجہ اور سوز کے مضمون نظم
کہیے جاتے ہیں۔ شعرا ناموروں شعر کہہ کر انکو رسالوں میں چھپواتے ہیں اور غز کے
ساتھ داد طلب ہوتے ہیں۔

میں نے خیال کیا اگر شاعری کی طرف سے ایسی بے پروائی نہ ہی تو فن شعر کا خاتمہ
ہو جائیگا اور چند روز کے بعد لوگ یہ بھی نہ سمجھنے لگے کہ عروض قافیہ کیسکا نام ہے۔

ایسے علم عروض طریق شعر گوئی طریق اصلاح محاسن معائب شعر کے بیان میں

شاعری کی پہلی کتاب لکھی۔ یہ کتاب کچھ ایسی مقبول ہوئی کہ مجھے دوسری کتاب لکھنے کی جرأت ہوئی۔

دوسری کتاب پہلی کتاب سے ذرا مشکل ہو لیکن میں نے اسے بھی آسان بنانے کی بہت کوشش کی ہے زحافات کی تفصیل کی گئی ہے۔ اور بحریں وہی لکھی ہیں جو اردو میں یاد مستعمل ہیں۔ کہیں کہیں بعض عروضیوں کی اس سے اختلاف کیا ہے۔ میں اس میں مجبور تھا کیونکہ اصول کی پابندی اور خصوصیات زبان اردو کا لحاظ ضروری تھا۔ مجھے امید ہے کہ طلباء کو اس کتاب کے سمجھنے میں دقت نہوگی اور میری محنت مقبول ہوگی۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

(اصلہ خانہ سال لکھنؤ)

و تکی دو تہیں ہیں جو کثر تین حرف کا ہوتا ہے اور اس کا پہلا اور دوسرا متحرک اور تیسرا ساکن ہے تو اسکو وند مجموع کہیں گے جیسے فَعُو مفاعِلُن اور اگر پہلا اور تیسرا حرف متحرک اور بیچ کا ساکن ہو تو اسکو وند مفروق کہیں گے جیسے لَأْتُ۔ جو مفعولات میں ہے۔

اب سب کتوں کے اصول سُناد دیا رکھو۔

فَعْلان میں پہلے وند مجموع ہے پھر سبب خفیف ہے۔ فاعِلان میں پہلے سبب خفیف ہے پھر وند مجموع ہے۔ مفاعِلان میں پہلے وند مجموع پھر سبب خفیف اس کے بعد دوسرا سبب خفیف ہے فاعِلاتن میں پہلے سبب خفیف پھر وند مجموع پھر سبب خفیف ہے مشتغلان میں پہلے سبب خفیف پھر سبب خفیف پھر وند مجموع ہے مفاعِلاتن میں پہلے وند مجموع پھر سبب ثقیل ہے۔ متفاعِلان میں پہلے سبب ثقیل پھر سبب خفیف پھر وند مجموع ہے۔ مفعولات میں پہلے سبب خفیف پھر وند مفروق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر ارکان سبب خفیف اور وند مجموع سے بنائے گئے ہیں اور کم سبب ثقیل اور وند مفروق سے۔

ہم اس ترتیب سے لفظ بنایا پیش کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس رکن کے وزن کا ہے جیسے فَعْلان اس میں پہلے وند مجموع ہے۔ یعنی سہ حرفی لفظ ہے۔

جبکہ دو حرف متحرک اور تیسرا ساکن اور پھر سبب خفیف ہے یعنی دو حرفی لفظ ہے۔ جبکہ اول متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔

اب اسی لفظ کا وزن سنو سفر کر۔ یہ فَعْلان کے وزن پر ٹھیک ہے اس لیے کہ پہلے وند مجموع پھر سبب خفیف ہے۔

اسی طرح فاعِلان کو مَظَر کے ہوزن ہے۔ کیونکہ پہلے سبب خفیف پھر وند مجموع ہے۔

چلو تم سب۔ مفاعلی لن کے ہوزن ہی اسلیے کہ پہلے دو مجموع پھر سبب خفیف پھر
سبب خفیف فاعلاتن اسکے ہوزن دل لگایا ہی اسلیے کہ پہلے سبب خفیف پھر
نہ مجموع پھر سبب خفیف ہے۔

مستفعلن تم سبب سو کے برابر ہی اسلیے کہ پہلے دو سبب خفیف ہیں پھر ایک نہ مجموع
ہی۔ سی طرح تمام رکون کے اصول کے موافق ہر لفظ کہنا سکتے ہو۔

یاد رکھو کہ ہر بحر میں ایک شعر کی قطع کے لئے عموماً آٹھ رکن آتے ہیں یا چھ رکن۔

پہلے مصرع کے پہلے رکن کو عروضی صدر کہتے ہیں اور پہلے مصرع کے آخر داسے
رکن کو غرض۔ اور دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو تابعدا اور آخر رکن کو ضرب یا عجز
کہتے ہیں اور بیچ میں جتنے رکن آتے ہیں انکا نام حشو ہی جیسے ایک بحر میں آٹھ بار فو لن
آتا ہو تو پہلا فو لن صدر ہو دوسرا تیسرا حشو ہو چوتھا غرض ہی۔

یہ پہلا مصرع ہوا دوسرے مصرع میں پانچواں فو لن ابتدا ہو۔ چھاسا تو اں حشو ہے
انحدال بضر ہو۔

جد بحرین انیس ہیں جن میں عرب عجم منہی شلو کہتے ہیں کچھ بحر تو ایسی ہیں جو
ایک رکن سے بنائی گئی ہیں جیسے

بحر زمل	اس میں فاعلاتن آٹھ بار آتا ہے
بحر ہزج	اس میں مفاعلی لن آٹھ بار آتا ہے
بحر متقارب	اس میں فو لن آٹھ بار آتا ہے۔ بحر تقارب بھی اسکا نام ہے
بحر رجز	اس میں مستفعلن آٹھ بار آتا ہے
بحر متدارک	اس میں فاعلاتن آٹھ بار آتا ہے۔ بحر غریب بھی اسکا نام ہے
کامال	اس میں متاعلن آٹھ بار آتا ہے
دائسر	اس میں مفاعلتن آٹھ بار آتا ہے

آٹھ رکن تھوئے سات بحر بنائی گئیں اب صرف ایک لکن باقی رہ گیا۔ مفعولات جیسے
مضر دینے سے کوئی بحر وزن صحیح سے بن نہیں سکتی تھی۔ اس لیے دوسری بحر دوسرے
دو مختلف لکنوں سے ترتیب دیا۔

چار بار	مستغفلن فاعلن	بحر ضبط
چار بار	فعلن مفاعیلن	بحر طویل
چار بار	فاعلاتن فاعلن	بحر مدید
چار بار	مستغفلن فاعلاتن	بحر جثث
چار بار	مفاعیلن فاعلاتن	مضارع
چار بار	مفعولات مستغفلن	مقتضب
چار بار	مستغفلن مفعولات	مفسر
دو بار	فاعلاتن فاعلاتن مستغفلن	جدید
دو بار	فاعلاتن مستغفلن فاعلاتن	خفیف
دو بار	مستغفلن مستغفلن مفعولات	شریع
دو بار	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن	قریب
دو بار	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن	مشاکل

قاعدہ کسی بحر کا کوئی رکن سات حرفت زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض بحرین چھ رکنوں کی ہوتی ہیں کچھ سترہ کہتے ہیں کچھ سترہ عربی میں
سہولہ والی چیز کہتے ہیں۔

بعض میں آٹھ رکن ہوتے ہیں انکو مثنیٰ کہتے ہیں کیونکہ مثنیٰ عربی میں ہشت ہیں چیز کو
کہتے ہیں۔ بعض میں سولہ رکن ہوتے ہیں انکو شانزدہ رکنی کہتے ہیں۔ اور مضاعف
بھی کہتے ہیں۔

اُردو کے شعر صرف بارہ بحر و نہیں غزل کہتے ہیں اور ان بارہ بحر و نہیں حاف لگا کر
بہت سے وزن بنائے ہیں۔ یعنی زحاف لاکرا کے دز نہیں کی بیشی کر دی اور ایک بحر میں
مختلف حاف کیے گئے وزن الگ الگ ہو گئے ہیں۔ ان سب کی تعداد
کثیر ہے۔

زحاف کا بیان

یہ تو پہلے کہ چکے ہیں کہ ارکان تو سننے کے لئے ہیں عروضیوں نے یہ قاعدہ جاری کیا ہے
کہ بحر کے رکن سے کوئی حرف نکال ڈالا جائے اور اس کا ایک نیا وزن بنا کر اس بحر کو زحاف کے
نام سے منسوب کیا ہے جیسے فاعل جو ایک سبب خفیف اور ایک تفعیل سے بنا ہے اور
جس میں پانچ حرف ہیں اس کے سبب خفیف کے حرف آخر کو گرا کر فعلن بنا لیا اب اس میں
ایک سبب نقل اور ایک سبب خفیف بن گیا۔ کبھی عین کا زیر ساقط کر کے فعلن
بنا لیا ہے اب دونوں سبب خفیف ہو گئے اس گھٹانے سے وزن شعر بدل جاتا ہے
اور وہ بحر ایک نئی بحر کا کام دیتی ہے۔

کبھی زحاف ایسے واقع ہوتے ہیں جن سے وزن شعر زیادہ ہو کر بدل جاتا ہے
یعنی کوئی حرف کن میں یا دہ کر دیتے ہیں اور بحر فی رکن کو بحر فی بنادیتے ہیں
اس طرح بھی شعر کا وزن کچھ زیادہ ہو کر بدل جاتا ہے۔ اس تغیر نے شعر کی
دو نوں کی شکل بنادے۔ اور بحر وں میں بڑی گنجائش نکلی یعنی ایک
بحر کی کئی بحر بن گئیں۔

بحروں کا بیان

پہلے ہم ان بحر وں کا بیان کرتے ہیں جو ایک کن سے بنائے گئے ہیں اس کے بعد

ان بحر میں کا بیان کریں گے جو دو رکن سے بنائی گئی ہیں۔

بحر ہزج

بحر ہزج مشن سالم معافی من ایک شعر میں آتا ہے

اس بحر کا نام ہزج اس لیے رکھا کہ لغت عرب میں ہزج و کش آواز کو کہتے ہیں۔ مشن عربی میں آٹھ کو کہتے ہیں۔ اور اس میں ایک شعر میں ایک رکن آٹھ دفعہ آتا ہے۔ اس لیے اس کا نام مشن ہو سالم پوری بحر کو کہتے ہیں اس بحر کے کسی رکن میں کوئی کمی بیشی ضمانت لگا کر نہیں کی گئی۔ اس سبب سے اس کو سالم کہتے ہیں۔ اس کے رکن معافی میں ہیں۔ پہلا بحر اسہ حرفی ہے جس کے اول کے دو حرف متحرک ہیں اور تیسرا ساکن ہے اس لیے ہم اس کو تدجوع کہتے ہیں دوسرا بحر داعی ہے اسکو سبب خفیف کہتے ہیں۔ تیسرا بحر الدن ہے اسکو سبب خفیف کہیں گے اس لیے کہ دونوں برابر ہیں تدجوع اور الدن میں ایک تدجوع دو سبب خفیف ہیں تدجوع سہ حرفی ہوتا ہے اور سبب خفیف دو حرفی ایک تدجوع اور دو سبب خفیف کے ساتھ حرفت ہو سکتی ہے رکن سالمہ حرفت ہے معافی من ایک مصرع میں چار دفعہ آتا ہے اس لحاظ سے ایک مصرع میں چالیس حرفت رکن کے ہوتے ہیں۔ مصرع کے پہلے معافی من کا نام اصطلاح میں صدر ہے اور دوسرے تیسرے مفاعیلین کا نام خسو ہے۔ اور چوتھے کا نام عروض ہے یا پنجویں کا نام ابتدا چھٹے ساتویں کا نام خسو ہے آٹھویں کا نام متر ہے۔ اس بحر کے سبب رکن سینے صدر خسو عروض ابتدا خسو متر سب سالم ہیں کوئی ضمانت نہیں ہے اب کوئی ایسا شعر نکالو جسے وزن میں پہلے ایک تدجوع آتا ہے اور پھر دو سبب خفیف اور سات حرفی رکن ایک شعر میں آٹھ بار اس کے فرض کرو ایک شخص کہتا ہے کیا یہ مصرع ہزج مشن سالم میں ہے؟

فلاد کی ضرب میں کیں کلزار ہے

تو ہم کہیں گے نہیں وہ کہے گا کیوں ہم کہیں گے ہزج کے رکن کا پہلا لکھو اسہ حرئی بحر کت
ادل و دوم ہی مجھ کو و تہ مجموع کہتے ہیں اور اس میں فو کا لکھو اسبب خفیف ہے
ازرب شعر

ازرب خفیف ہے رحمت بخفیف تو شکایت کیا سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
تبعیہ اگر بخشے معافی لن نہ ہے رحمت معافی لن بخفیف تو معافی لن شکایت کا
مناں من سر تسلیم معافی لن مخم ہے جو معافی لن مزاج یا معافی لن
رے رے رے معافی لن۔

لیکن اس قطع سے تو شرکی ہڈیاں پسلیاں ٹوٹ گئیں اور شعر غریب و ہر گیا۔
اس سبب یہ ہی کہ شعر کے وہی حرف قطع میں لیے جائیں گے جو پڑھنے میں آتے
میں پہلے ملفوظی حرف اور جو حرف لکھنے میں آتے ہیں اور پڑھنے میں نہیں آتے
ان کو قطع میں لکھنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قطع کے وقت حرف رکن کے
وندہ اور سبب کے موافق شعر کے لکھنے کے لیے جاتے ہیں ایک لفظ کا آدھا لکھو اور
دوسرے رکن میں چلا جائے اور ہر ایک لفظ بے سنی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے
اسی شعر پر غور کرو اگر بخفیف پورا لفظ ہے یہ رکن اول یعنی صمد معافی لن کے برابر ہی
ہیں سے کوئی حرف نہیں گرا نہ ہے رحمت حشو کا رکن ہی اس میں سے کوئی حرف نہیں گرا
نہیں تو اس میں سے نہ میں جو ہرے مخفی ہے وہ گر گیا اسکا گرانا تو ابد شاعری میں جائز
ہے اس لیے بخ کو و تہ مجموع بنایا تھے تو معافی لن کے وزن پر ہے بخفیف تو معافی لن
کے وزن پر ہی یہ بھی حشو ہے۔ اب مصرع کا آخر رکن لو جس کو عروض کہتے ہیں
شکایت کا معافی لن۔ اس میں کیا تھا اسکو قطع کے وقت کا لکھا اسلئے کہ کیا میں یا
منہ۔ یہ اور ملفوظ حرف کبھی قطع میں نہیں آتا ہمیشہ قطع سے خارج ہے اب دوسرے
مصرع کے قطع دیکھو پہلے رکن کو ابتدا کہتے ہیں سر تسلیم میں جو اضافت ہے

اسکو چھٹا کر پڑھنے سے ایک بیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تقطیع کا قاعدہ یہی ہے کہ اگر کوئی حرف لکھا نہ ہو مگر اضافت کے موقع پر اپنی آواز دے تو اسکو تقطیع کرنے کے وقت کھل کر زیادہ کر لیں گے سر کی اضافت نے ایک بیت پیدا کر دی سر سے مفاع کے وزن پر ہوا تسلی میں و سبب آئے دوسرے تسلی مفاعی لن ہو گیا۔ حجم ہے جوت دوسرا رکن ہے اس کو حشو کہتے ہیں اسکا وزن مفاعیلن پر ٹھیک ہے۔ مزاج ہے یا مفاعی لن اس میں بھی اضافت کے بڑھا کر پڑھنے سے ایک بیت پیدا ہوگی رتے آئے میں قانون غنہ تقطیع میں نہیں بیا گیا کیونکہ غنہ ہمیشہ تقطیع سے گر جاتا ہی اور آئیں دوالف لیے گئے اسلئے کہ اس سے ایک الف بڑھ گیا رتے آئے مفاعی لن کے ٹھیک وزن پر ہے اس آٹھویں رکن کا نام ضرب ہے۔

قاعدہ۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اسی بحر کو کوئی شخص دوسرے لفظوں سے ایک نثر جموع اور دو سبب خفیف بنا کر تقطیع کرے تو عروضی اسکو قبول نہیں کرے گا اس لیے کہ بحر کے لیے صرف آٹھ رکن جو متفق علیہ معین ہو چکے ہیں اور جن بحرؤں کے لیے چارہ رکن مخصوص ہو چکے ہیں انہیں کے موافق تقطیع ہونا چاہیے۔ اب کوئی مفاعی لن کے بجائے فتولن فی بنا کر تقطیع کرے تو کہا جائیگا یہ بحر غلط ہے۔ اور اس پر تقطیع کرنا اصول فن سے باجا ئز ہے۔ حالانکہ فتولن فی اور مفاعیلن کا وزن ایک ہی۔

نگاہ تازہ نے اقبل کا ٹیڑھا اٹھایا ہے ہزاروں بیگیا ہوئی شہادت ہوتی جاتی ہے
نگاہے نامفاعی لن نے اب قت مفاعی لن نکائی ٹا مفاعی لن اٹا یا ہے
مفاعی لن۔ ہزار دسے مفاعی لن گناہوں کی مفاعی لن شہادت ہو مفاعی لن
نجاتی ہے مفاعی لن۔

نگاہ کی اضافت سے ایک بیت بولنے میں آتی ہے اسلئے اسے بھی تقطیع میں لیا
قتل کا دم ساکن تھا۔ لیکن قاعدہ عروض فارسی اور اردو میں ہی ہے کہ دوسرے

ساکن کو قطع کی ضرورت سے متحرک بنالیتے ہیں اس لیے نکاب پڑا مفاعی لن کے وزن پر
ٹیک کر آیا۔ ہزاروں اور گناہوں میں وزن غنہ متاواہ کر گیا اس لیے کہ قطع میں حرث
ملفوظی حرث نیا جاتا ہے۔ یعنی جو زبان سے بولا جائے۔

ہزج شمشین مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلان دو بار تسبیح ایک نہ عاف ہی
جو صرف رکن آخر کے سبب خفیف کے درمیان میں ایک لاف زیادہ کر دیتے ہیں اور
جس بحر میں یہ زحاف آتا ہے اُسے مسجع کہتے ہیں جیسے چوتھے اور آٹھویں مفاعی لن کے
آخر سبب خفیف کے درمیان ایک لاف زیادہ کر دیا لیکن عروضیوں نے اُسے وزن
غنہ سمجھ کر اردو میں بھی انہیں شعروں کے ساتھ قطع میں لیا ہے جس کے آخر
میں وزن غنہ آتا ہے جیسے

بچاتے ہیں تھیں لازم سے تیر جو مرتب ہیں ادا پر جان دیتے ہیں نضا کا نام کرتے ہیں
اسکی قطع ہزج شمشین کے ساتھ اس طرح کرتے ہیں۔

بچاتے ہی مفاعی لن تھے ال زامناعی لن۔ جسے تم پر مفاعی لن جبرستے ہیں مفا
عی لاں۔ لیکن یہ اردو اور فارسی شعر کی غلطی ہے اس لیے کہ وزن غنہ قطع میں کوئی
وزن نہیں رکھتا اور نہ زبان عرب میں غنہ کا وجود ہی پھر مفاعی لاں میں وزن غنہ
سمجھنا سراسر غلطی ہے اس لیے کہ عروض کے وہ تھیں آہل عرب ہیں۔ اور مفاعیلان
میں وزن ساکن یہ اعلان ہی اور قطع میں اسکی جگہ پر حرث ساکن ملفوظی لانا چاہیے
یہ نہ حرث جو بوسنے میں اپنی آواز دیتا ہی جیسے

جہاں ہی بیقرانی کا نتیجہ ہے مسرت خیز
یہ کہ عطاء ہی دل صبا دکا جب کرتے ہیں کچھ پڑا
جہاں ہی ہے مفاعی لن قرینہ کا مفاعی لن تہی جاسے مفاعی لن مسرت خیز
مفاعیلان پر کہ جانا مفاعی لن بدل صیہ یا مفاعی لن دکا جب کہ مفاعی لن تہی
بجائے مفاعی لاں۔ ہر طرح وزن ساکن حرث ساکن کے مقابلے میں یا یا اس طرح

ہو واجب ختم چھپ کر حضرت استاد کا دیوان

اس میں وزن کا اعلان ہی اسکی تقطیع اس طرح ہوگی۔ ہوا جب تحت مفاعی لن

مجبب کر حض مفاعی لن رستے اس تا مفاعی لن و کا دیوان مفاعی لان۔ ہرج سالم
اور ہرج مسبع کا ملا کر ایک غزل میں لکھنا جائز ہے۔ لیکن وزن غنہ کو تقطیع میں
شامل کرنا سخت غلطی ہے

مربع میں دو گویں غزلیں کم کسی ہیں بعض مسدس کے بند نظر آتے ہیں
۔ کھترج مقبوض ممکن ایک زمانہ کا نام قبض ہے جس بحر میں یہ زحافات تاہی
اس کا نام مقبوض رکھا جاتا ہے قبض کا اعلیٰ یہ ہے کہ جس بحر میں ایک مد حرثی و تد
مجموع کے بعد دو سبب خفیف ہوتے ہیں تو یہ درمیان کے سبب خفیف کے
آخر حرث کو نکال دیتا ہے۔ ہرج کارکن سالم مفاعی لن تمام فاو تد مجموع ہے
اور عی سبب خفیف ہے اس سبب سے اُسے سچے کو گرا دیا تو اب مفاعلن ہو گیا
یعنی ایک حرف نکل گیا چھ حرث رہ گئے اور دو نو تد مجموع بن گئے قبض تمام رکن نہیں
آتا ہے۔ ایسے مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن دو بارہی۔

ستم سے کرم سے جناسی و قاسمی جو کچھ کہا حضور نے بجا سہی بجا سہی
ستم سے مفاعلن کرم سے مفاعلن جناسی مفاعلن و قاسمی مفاعلن

ججج کہا مفاعلن حضور نے مفاعلن بجا سہی مفاعلن بجا سہی مفاعلن۔ جو میں واو
حرث عطف ہندی تھا ایسے اُسکے گزرنے کا اختیار شاعر کو حاصل تھا اور کچھ
میں ہے تھا اسکو بھی گرا دیتے ہیں ایسے جو کچھ کا ججج رہ گیا۔ اس بحر میں اردو
شاعر شعر کم کہتے ہیں ہرچہ ممکن اُخر ب جس بحر میں زحافات خرب تاہی اُس کو
اُخر ب کہتے ہیں۔ خرب پہلے تیسرے پانچویں ساتویں رکن میں آتا ہے یعنی صدر تہا
اور ایک ایک حضور میں درج زحافات صرف مفاعی لن کے رکن میں آتا ہے اور کسی

رکن میں نہیں آتا ہی اسکا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اور ساتویں حرف کو گرا دیتا ہے۔ مفاعی رکن سے
سیم اور تون گرا گیا تو فاعیل وہ گیا فاعیل کو مفعول سے بدل دیا اس طرح پر مفعول
مفاعی رکن مفعول مفاعیلین دو بار۔

صیاد کتر تا ہی بے جرم پر بلبل اب کون کرے جا کر گل سے خبر بلبل
صیاد مفعول کتر تا ہی مفاعی رکن بے جرم مفعول پرے بلبل مفاعی رکن۔ اب کون
مفعول کرے جا کر مفاعی رکن گل سے خبر مفعول پرے بلبل مفاعی رکن۔

بھرتیج مقرر خرب مکفوف مقصور۔ خرب کا بیان تو ہو چکا ہی یعنی وہ مقامین
مفعول بناتا ہے۔ مکفوف اسکو کہتے ہیں جس میں کف زحاف آتا ہے۔ جب کون سات

حرفی ہو تو اسکے حرف آخر جو ساکن ہو تا ہی اسکو گرا دینا جیسے مفاعی رکن جو سات
حرف کا رکن ہی اسکے آخر میں فون ساکن ہے تو جب اسکو گرا دو گو تو مفاعیل
باقی رہے گا۔ مفاعیل کوئی رکن کی صورت میں نہیں ہے نہ آٹھ رکنوں میں سے

کوئی رکن ایسا جس کے یہ ہوزن ہو کہ اس سے بدل دیا جائے اس لیے یہ
اسی صورت پر دکھا گیا۔

مقصود اس بجز کو کہتے ہیں جس میں قصر آتا ہی قصر کا یہ قاعدہ کہ جس رکن کے
آخر میں سبب خفیف ہو تا ہی اسکے حرف آخر کو گرا کر حرف ماقبل کو ساکن

کر دیتا ہے جیسے مفاعی رکن میں سبب خفیف آخر رکن اسکے فون کو گرا کر لام کو ساکن
کر دینا چاہیے تو مفاعیلین وہ جائے گا مکفوف میں لام کو پیش رہتا ہی قصر میں لام

بھی ساکن ہو جاتا ہی اسکے صدر یا ابتدا میں لینے پہلے اور پانچویں رکن میں رکن
خرب یعنی مفعول آتا ہی اور ششویں یعنی ہر مصرع کے دوسرے رکن میں کف

آتا ہی یعنی مفاعیل رہتا ہی اور غرضی و ضرب میں قصر آتا ہی یعنی ہر مصرع کا آخر
کرہ و مفاعیلین بکوز لام رہتا ہی۔

مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل
 خالق نے محمد کو بلا یا شہ پہراج کس لطف سے دینا دکھا یا خیر معراج
 خالق نے مفعول محمد مدکن مفاعیل بلا یا شہ مفاعیل میں راج مفاعیل کس
 لطف مفعول سدی اور مفاعیل دکا یا شہ مفاعیل میں راج مفاعیل میں سے
 کی تے اگر لگی۔ کیونکہ آورد و لفظ میں جو یہ آتی ہی اسکے گرا۔ نہ کا اختیار ہی اور کو کا
 دا بھی کر گیا یہ حرف علت ارود ہی۔ اسلئے اسکو گرا اسکے تیرا در عرضوں نے
 رکن مقصور یعنی مفاعیل آخر کو جگہ پر فعل لان بہ اعلان توان لانا بھی جائز رکھا ہے
 کیونکہ دونوں کا وزن بڑا ہے ایسا بدل کرنا جائز ہے۔
 بحر نزع مثنیٰ اُخر ب مکفوف محذوف۔

اُخر مفاعیل بن سے مفعول ہو جاتا ہی اور مدد واجبہ میں آتا ہے یعنی
 مصرع کا اول رکن ہوتا ہی مکفوف مفاعیل بن مفاعیل بن جاتا ہی اور حشو میں
 آتا ہی۔ یعنی ج میں محذوف نہ ہی ہمیں حذف واقع ہو حذف کا عمل یہ ہو کہ وہ اگر
 رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو اسکو گرا دیتا ہی مفاعیل بن کے آخر میں بد خفیف
 بن ہے۔ اسکو گرا دیا تو مفاعیل باقی رہا اسکے موافق ایک سالم رکن موجود تھا
 یعنی فعل بن لہذا مفاعیل کو فعل بن بول دیا یہ فعل بن آخر مصرع یعنی عروض نہ
 ضرب میں آتا ہی۔ اس طرح۔

مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول مفاعیل مفعول
 کیا خوب ہماری تپ فرقت کا ہو چاہہ اندر کرے آپنی ہم شکل شفا ہو
 کا خوب مفعول ہماری ت مفاعیل بفرقت ک مفاعیل چاہہ فعل بن ال لاہ
 مفعول کرے آپ مفاعیل کم شکل مفاعیل شفا ہو فعل بن۔

کیا کی یہ کا کا الف ہو کا و آذ تقطیع سے گرا کیونکہ یہ سب حرف علت تھے۔

قاعدہ :- ہر جن معنی اخرب کھونٹہ مقصود اور ہر جن معنی اخرب مکھونٹہ مقصود
دونوں کو ایک غزل میں لاتا جائز ہے۔

مکھونٹہ معنی شمر۔ جب بحر میں شمر نہ واسے اترے ہو تو اسکو اشتر کہتے ہیں
شتر کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ مفاعین کے دند کے پہلے حرف یعنی مفا کے میم کو گرا دیتا ہے
تو فاعی لن باقی رہتا ہے اس کے بعد سبب ائل یعنی عی کی کے کو گرا دیتا ہے تو فاعلن
باقی رہتا ہے اور یہ صدر و ابتدائے مصرع اور نشود دم کی جگہ پر آتا ہے
باقی رکن سالم رہتے ہیں۔

فاعلن مفاعی لن فاعلن مفاعی لن فاعلن مفاعی لن فاعلن مفاعی لن
بارغ و ہر میں بلبل گل کو تانگی کسب ہم چادرن اٹھائے اور جو جفا اٹھانی ہو
بارغ وہ فاعلن رے بل بل مفاعی لن گل کتنا فاعلن زگی کسب ہی مفاعی لن چا۔
ون فاعلن اٹائے ار مفاعی لن جو جفا فاعلن اٹانی ہو مفاعی لن اسہیل آو
کو شاعر نے آر نظم کیا ہے سینے داؤ کو تقطیع میں نہیں نیا ہے ایسا جائز ہے
لیکن قابل ترک ہے اور بعض ہتیا ط کرتے ہیں۔

بقاعدہ مذکورہ بالا ان بحر میں میں سینے لانا یعنی ہر مصرع کے آخر میں سبب
خفیف کے دبیاں ہیں ایک لف زیادہ کر دیتا جائز ہے مگر فاعلن ساکن فاعلن
شمار ہو گا نہ فاعلن غنہ اور فاعلن غنہ کا تقطیع نہیں لینا جائز نہیں ہے اور جن عروضیوں
نے اردو میں ایسا کیا ہے سمجھنا غلطی کی ہے۔

بحر خج مسدس مخدوف۔ مسدس کہتے ہیں چھ رکن والی بحر کو مخدوف کہتے
ہیں رکن کے آخر کے گرا دینے کو اور رکن باقی یعنی مفا کے بدلے فاعلن لانا چاہیے
کیونکہ رکن ناقص کے ہونے جب رکن کامل مل جائے تو اسکا لانا ضروری اور مذمت
آخری مصرعے سے عرض و ضرب میں آتا ہے۔

مفاعی لن مفاعی لن فحولن مفاعی لن مفاعی لن فحولن
 شال شام ہجران ہر سحر ہے بنود شام فرقت رات بھر ہے
 شالے شام مفاعی لن حج را ہر مفاعی لن سحر ہے فحولن بنود شام مفاعی لن
 فرقت را مفاعی لن سحر ہے فحولن۔

ہزج مسدس مقصور قہر کا قاعدہ تو تم کو معلوم ہی کہ جب رکن کے آخر میں سبب
 خفیف ہوتا ہے تو اس کے آخر حرف کو اگر حرف اول کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے مفاعی لن
 میں آخری سبب خفیف لن ہی نوں کو اگر ادیا لام کو ساکن کر دیا مفاعیل رہ گیا یہ
 زعات حرف عروض ضرب یعنی مضر کے آخر میں ہوتا ہے در بیان اور اول میں نہیں
 آتا اس کے ہوتے وقت فحولان بد اعلان نوں لانا بھی جائز رکھتے ہیں مگر قیاس یہ چاہتا
 ہے کہ جب فحولان کوئی رکن سالمہ نہیں ہے تو مفاعیل سے کیا خطا کی ہے جسکو اگر ادیا
 جائے۔ ہاں بنود دونوں کا وزن برابر ہے

مفاعی لن مفاعی لن مفاعیل مفاعی لن مفاعی لن مفاعیل
 دکھا اٹھ چاند کو پہنیں تیں یہی صحبت رہے اسے ماہر و آج
 دکا مہ چا مفاعی لن دکنو ہس ہس مفاعی لن کتو ارج مفاعیل ہی صحت
 مفاعی لن رہے اسد مفاعی لن ہر و ارج مفاعیل۔

بحر ہزج مسدس مخمض و مضر مقصور و دونوں کا ایک غزل میں جمع کرنا
 جائز ہے اردو کے مشرعات نے غالباً ہزج مسدس مخمض و مضر میں اور دو سرا
 مصرع ہزج مسدس مقصور میں نظم کیا ہے۔

اکیلا ہوں شب فرقت میرے دل بہل جاؤں کرے باتیں جو تو آج
 اس کے لاہو مفاعی لن شب فرقت مفاعی لن ہم ساء دل فحولن بہل جاو مفاعیل
 کرے باسے مفاعی لن جتو ارج مفاعیل جاؤں جو ہجرہ الف کی آواز دیتا ہے اور لفظ

میں آتا ہی اس کو الف سے لکھ کر تقطیع میں لیتے ہیں۔

قاعدہ :- اگرچہ اردو کے شعر ایسا کرتے ہیں کہ ایک مصرع ہر جہز سدس مخذوف اور دوسرا مصرع ہر جہز سدس مقصور میں منظم کرتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ عروض کے خلاف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی منظم میں ایک شعر ہر جہز سدس مخذوف میں اور دوسرا شعر ہر جہز سدس مقصور میں ہو تو جائز ہے۔

ہر جہز سدس آخر میں مقبوض محذوف ثانیان ہو چکا ہے کہ پہلے اور ساتویں حرف کو گرا دیتا ہے یعنی مفاعی لن کا فاعیل رہ جاتا ہی اس کو مفعول سے بدل دیتے ہیں گو یا مفعول قائم مقام فاعیل ہے سدس میں پہلا رکن اور پانچواں رکن مفعول آتا ہی یعنی مصرع کا پہلا رکن مفعول ہوتا ہی اور دوسرا رکن مقبوض ہوتا ہی اس کا بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب کسی رکن میں ایک وند مجموعہ اور دو سبب خفیف آتے ہیں مبیا مفاعی لن میں ہی تو بیچ واسے سبب خفیف کے دوسرے حرف یعنی ی کو گرا دیتے ہیں تو مفاعیلن رہ جاتا ہے اسی کا نام قبض ہے یہ دوسرا رکن ہوتا ہی تیسرا رکن مخذوف آتا ہی وزن کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہوتا ہی تو اس کو گرا دیتا ہی مفاعی لن کے آخر میں لن سبب خفیف تھا اس کو گرا دیا تو مفاعی باقی رہا اس کو فاعیل سے اس لیے بدل دیا کہ فاعیل ایک سالم رکن ہے۔ اس طرح۔

مفعول مفاعیلن فاعیلن مفعول مفاعیلن فاعیلن

مرتا ہوں خدا کے واسطے جا تو سر پہ نہ لے گناہ قاصد

مرتا ہ مفعول خدا کو مفاعیلن سے جا فاعیلن تو سر پہ مفعول نے گنا

مفاعیلن ہ قاصد فاعیلن۔ اس بحر میں فنو یاں زیادہ کسی گئی ہیں۔ مانع الجملہ

میں یہ حرف زن ہی ہیں کو مطلع بخت ہے۔

یہ شعر بھی اسی بحر میں ہے۔

ہنرج مسدس خرب مقبوض مقصور یہ تو تم جانتے ہو کہ مفاعی لن کے اول اول
آخر کا ایک ایک حرف گرا دیتے ہیں تو فاعیل رہ جاتا ہی اُسکو مفعول سے بدل دیتے
ہیں تو مفعول کو ہنرج کا خرب کہتے ہیں اس بحر میں بھی پہلا رکن خرب یعنی مفعول
آتا ہی اور قبض یہ ہے کہ مفاعی لن کے سبب خفیف یعنی عی کی سہ گرا دی تو
مفاعیلن باقی رہا اسکا نام مقبوض ہی یہ دوسرا رکن آتا ہی اور قصر کا عمل یہ ہے کہ وہ
مفاعیلن کے نوٹن کو گرا کر لام کو ساکن کر دیتا ہی تو مفاعیلن جاتا ہی اور تیسرا رکن ہوتا ہی
مفعول مفاعیلن مفاعیل
پہنچا ہمیں نامہ لطف آمیز تو آتش شش کو کیا تیز
پچا مفعول منا ملط مفاعیلن فاعیل تو آت مفعول شش فاعل
مفاعیلن کیا تیز مفاعیل -

ہنرج مسدس خرب مقبوض محذوف اور ہنرج مسدس خرب مقبوض
مقصود دونوں کو ایک بحر میں جمع کر سکتے ہیں۔

بحر رمل کا بیان

بحر رمل مثنیٰ سالم فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دو بار۔
زہر غم قمت سے اپنی شیر مادر بن گیا ہے جو لیا ساغر وہ مجھ کو جام کوثر بن گیا ہے
زہر غم قمت فاعلاتن مت سبب فی فاعلاتن شش بر باد فاعلاتن بن گیا ہے فاعلاتن
جو لیا سا فاعلاتن غم و غم کو فاعلاتن جا کوثر فاعلاتن بن گیا ہے فاعلاتن۔
سے اپنی میں ایک حرف گرا کر انا چاہیے تھا یعنی تے گرا دیا آت چھوٹے دونوں حرف
علت ہیں دونوں کا گرا کر انا جائز تھا لیکن ایسے محل پر عروضی الف وصل کو گرا
دیتے ہیں۔ ایسے ہم نے بھی مت سبب نے لکھ کر قطع کی اگر کوئی مت

سابقہ لکھ کر قطع کر کے تو بھی درست ہی مگر اصل عروضیاں اس طرح ہی کہ الف
گرا دیتے ہیں بل میں مخدوف حذف کا کام یہ ہے جس رکن کے آخر میں سبب خفیف
ہوتا ہے تو وہ اسکو گرا دیتا ہے فاعلاتن کے آخر میں بھی سبب خفیف تھا حذف نے
اسکو بھی گرا دیا۔ فاعلاتن رہ گیا، سکو بدل کر عروضیوں نے فاعلن بنالیا۔ فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبارہ حذف حرک رکن آخر میں آتا ہے۔

گر پڑے آسور کے ہاں نہ مل سکے میری نظروں میں ترا عہد جوانی پھر گیا
نظر پڑے انا فاعلن وعروہ سبب فاعلاتن ما مکمل فاعلاتن دے کر فاعلن
دے انا فاعلاتن دے ترا فاعلاتن دے جوانی فاعلاتن
پھر گیا فاعلن۔

بجز رکن مشق مقصورہ قہر کی تعریف بیان ہو چکی ہے کہ رکن کے آخر میں سبب
خفیف ہوتا ہے۔ تو اس سبب کے حرف آخر کو گرا کر اقبل کو ساکن کر دیتا ہے
جو کہ فاعلاتن میں آخر محکوم سبب خفیف کا ہے اس کے نوں کو گرا کر سے کو ساکن کر دیا۔
فاعلاتن رہ گیا۔ یہ رکن آخر مصرع میں آتا ہے۔ یعنی عروض ضرب میں قہر کیا جاتا ہے
بعض عروضیوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض فاعلات کے فاعلان نوں اعلان کے
ساتھ لا سکتے ہیں۔ بہر حال دونوں کے وزن برابر ہیں تو کوئی وجہ قوی فاعلات کے
برائے کی معلوم نہیں ہوتی۔

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

یہ بھی یاد رکھو کہ بعض عروضی مفلان بھی کہتے ہیں اور یہ جائز ہے مگر فون کا اعلان رہے اور حرف ساکن کے ساتھ تقطیع میں آئے۔ فون عننے کے ساتھ تقطیع کرنا غلط ہے۔

میرا جہان ہی اک رشک قمر آج کی رات منزل ماہ نظر آتا ہی گھر آج کی رات سے رہے ما فاعلاتن نہ اک رش فعلاتن کن مرا فاعلاتن جبک رات فعلات من دے ما فاعلاتن ہن نظر افاعلاتن تہ کر افاعلاتن جبک رات فعلات قاعدہ :- بحر مل مثنیٰ مجنون مخدوف اور بحر مل مثنیٰ مجنون مقصور دونوں ایک غزل میں کہتے ہیں اور یہ جائز ہے۔

آج غم کوئی نہیں لےج اگر ہی تو یہ ہے جاگنا ہوگا تمہیں چار پہر آج کی رات ا جعج کو فاعلاتن بن ہی رن فعلاتن ج اگر ہے فعلاتن تے ہے فعلن جاگنا ہمارے فاعلاتن کہتے ہیں فاعلاتن رہا فاعلاتن جبک رات فعلات۔

بحر مل مثنیٰ مجنون مخدوف مقطوع۔ اس میں بھی پہلا رکن سالم رہتا ہے دوسرا تیسرا مجنون یعنی فعلاتن رہتا ہے۔ چوتھے رکن پر دو زحافات واقع ہوتے ہیں پہلے فاعلاتن میں سے بقاعدہ حذف رکن آخر سبب خفیف کو گر اگر فاعلن بناتے ہیں فاعلن پر قطع لاتے ہیں قطع کا عمل یہ ہے کہ جس رکن کے آخر میں دو تہ مجموع ہوتا ہے تو اس کے حرف آخر کو گر اگر اس کے ماقبل حرف کو ساکن کر دیتا ہے فاعلن کے آخر میں دو تہ مجموع فاعلن تھا اس کے فون کو گر اگر لام کو ساکن کر دیا تو فاعل رہ گیا فاعل کو فاعلن سے بدل دیا۔

بعض عروضی کہتے ہیں کہ نہیں اس پر تین زحافات واقع ہوتے ہیں۔ پہلے حذف دو فاعلن رہا پھر اس پر فاعلن لاؤ یعنی فاعلن کے الف کو گر اگر دو فاعلن باقی رہا اس پر

تسکین لاؤ تسکین کا قاعدہ یہ ہے کہ جان تین حرف برابر متحرک جمع ہوں تو درمیان واسلے
حرف متحرک کو ساکن کر دیتا ہے چونکہ تین حرف متحرک تھے لہذا بیچ کے حرف عین کو
ساکن کر دیا اسلیے اسکو مخذوف مجنون مسکن سمجھنا چاہیے۔ لیکن قاعدہ قدما یہ ہے
کہ جہاں کسی دوسرے زحاف سے کام چل سکتا ہو وہاں تسکین کا قاعدہ جاری
نہ کرنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے صورت اول میں ایک رکن پر دو زحاف آؤ یہ
اور صورت ثانی میں تین زحاف آتے ہیں تو زحاف کا کم آنا بہتر ہوتا ہے اسلیے ہم اس پر
کو رمل مثنیٰ مجنون مقلوع کہیں گے۔

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن نفس
فعلاتن فعلاتن فعلاتن نفس
بھر رہا ہے نفس سرد مراد دل شاید
بر رہا ہے فاعلاتن نفس سرد مراد دل شاید
فاعلاتن رمل کو چھ فعلاتن سہوا۱۱ فعلاتن تی ہے فعلن۔

بحر رمل مجنون مقصور مشعث۔ ۱۰ میں پہلا رکن سالم آتا دوسرا یعنی حسن مجنون
فعلاتن آتا ہے۔ چوتھا آٹھواں یعنی عروض و ضرب مقصور مشعث آتا ہے پہلے سالم
رکن فاعلاتن کو اس کے حرف آخر زون کو اگر اکرت کو ساکن کر دو تو مقصور فاعلاتن
ہو جائیگا پھر تشیث کر دو۔ تشیث ضبن اور تسکین کا عمل کیا کرتا ہے یعنی ضبن تسکین
دونوں کے زحاف تشیث میں آتے ہیں۔ اسکا اصول یہ ہے کہ جب درمیان رکن
میں دو مجموع واقع ہو تو اس پر اپنا عمل کرتا ہے۔ پہلے بے تشیث اول کے حرف
دوم کو اگر ادیتا ہے میسا ضبن کا قاعدہ ہے تو فاعلاتن مقصور ضبن سے ناکے اٹت کر
اگر دو فاعلاتن رہا پھر تین برابر رکنوں میں سے بیچ کی حرکت کو ساکن کر دیتا ہے
مثل تسکین کے فاعلاتن رہا جاتا ہے۔ جو لوگ اس پر عمل ضبن و تسکین اور تھکا اگر آگاہ
اگر کے اسے مجنون مقصور رکن کہتے ہیں یعنی پہلے فاعلاتن کو مجنون فاعلاتن جلائے ہیں

فاعلن نیتات فاعلات کا بدل پر فاعلاتن مجزئ میں تبدیل ہوتا فاعلان نیت۔

قاعدہ :- سبب خفیف کو وہ مجموع بنا سکتے ہیں۔ اُس کی ترکیب یہ ہے کہ سبب

ایک سبب خفیف لے کر اُس کے آگے ایک حرف بنا دیتے اور اسے لگا دو جیسے
عَمِلَ دَلَّ اور الف کو تلفظ میں نہ آدا کر دے۔ تو عَمِلَ دَلَّ فاعلان کے وزن پر ہو جائیگا
با کوئی الف وصل اُس کے بعد لگاؤ۔ اور اُس کو تلفظ میں نہ آدا کر دے۔ جیسے عَمِلَ دَلَّ
یہ بھی تپ فاعلان کے وزن پر آجائے گا کبھی الف مد لے آتے ہیں اور چونکہ
الف مد و الف کے برابر ہوتا ہے تو ایک الف کو اگر سبب خفیف لے دو سرے
حرف کو متحرک کر دیتے ہیں جیسے تم آئے ہو۔ اسکو تم سے ہو مفاعلی لہ کے وزن
پر نظم کر سکتے ہو۔ کیونکہ سبب خفیف میں صلاحیت و مجموع بننے کی ہر بات ہے
سُن سبب خفیف صیغہ امر ہے اسکی ماضی بناؤ سنا و تد مجموع میں جہاں اسکی
چل سے چلا چلو و تد مجموع ہو جائے۔ یہ ہیں اور جہاں ایسے الفاظ ہیں جو نہ سبب
خفیف ہیں نہ سبب تثقیل ہیں نہ تد مجموع ہیں نہ تد مفعول ہیں بلکہ ایک تیسری
شکس میں ہیں یعنی ان کا حرف اول متحرک ہے اور حرف ثانی حرف ثالث ساکن ہے جیسے تحت
تحت صبر جبران ہے تیس حرف کو تقطیع میں نہ بردستی متحرک کر کے پہلے ٹھہرے کو
سبب خفیف بنا لیتے ہیں جیسے تحت میرا اُس کی تقطیع یوں ہوگی تخ تے را
فاعلن صبر تیرا۔ جب رے را فاعلان اور ایسی نہ بردستی عروہ یوں ہے
جائز کر لی ہے۔

رمل مسدس محذوف۔ مسدس اس واسطے کہا کہ ایک شعر میں چھ رکع آتے
ہیں اُسکی سالم بحر میں اردو شعر دیکھنے میں نہیں آئے اسلئے اسکا بیان نہیں
کیا محذوف کے ساتھ لوگوں نے نظم کیا ہے محذوف کا وہی قاعدہ ہی جو ان میں
لکھا گیا یعنی وہ آخری سبب خفیف کو اگر فاعلان کو فاعلان بنا دیتا ہے۔

فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن
 چاک و امان قیامت کیجیے امتحانِ دہشت و حشت کیجیے
 چاکد اما فاعلاتن نے قیامت فاعلاتن کی جیسے فاعلن ام تھا۔ نے
 فاعلاتن دس قوتِ شت فاعلاتن کی جیسے فاعلن۔
 بھر رمل مسدس مقصور۔ قصر رکن آخر سبب خفیف آخر کے وزن کو
 گرا کر بت کو ساکن کر دیتا ہے۔

فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن فَاعِلَاتِن
 اُٹھ گیا پسلو سے کوئی جانِ عیش دور اب ہم سے ہوا سامانِ عیش
 اُٹ گیا چہ فاعلاتن کو سکونی فاعلاتن جانیش فاعلاتن دور اب ہم
 فاعلاتن سے ہوا فاعلاتن جانیش فاعلاتن۔ رمل مسدس مخدوف اور
 رمل مسدس مقصور دونوں ایک میں منظم کر سکتے ہیں۔

بھر رمل مسدس مخبون مخدوف۔ اسکا پہلا رکن سالم رہتا ہے
 دوسرا رکن مخبون یعنی فاعلاتن رہتا ہے۔ تیسرا رکن پہلے مخبون ہوا یعنی
 فاعلاتن ہوا پھر مخدوف ہوا یعنی رکن آخر میں جو سبب خفیف تھا نکال ڈالا
 گیا فاعلاتن اسکو فعلن بکسر عین سے بدل دیا۔

فَاعِلَاتِن فَعْلَاتِن فَعْلَاتِن فَعْلَاتِن فَعْلَاتِن
 باندھی ہے اُس کی محبت میں کمر اک زمانے نے عداوت کیلیے
 باد ہے اس فاعلاتن کعب بت فاعلاتن مکر فعلن اک زمانے فاعلاتن
 عداوت فاعلاتن کے لیے فعلن۔

رمل مسدس مخبون و مقصور۔ اس میں بھی پہلا رکن سالم رہتا ہی دوسرا رکن
 مخبون یعنی فاعلاتن رہتا ہی تیسرا رکن مخبون اور مقصور یعنی فاعلاتن بکسر عین رہتا ہی

فاعلا تن فعلات فاعلا تن فعلات
 اب کسی بات کا بیجا ہے خیال وصل کی کوئی تو نہ ہو بیہ خیال
 اب کسی با فاعلا تن ٹیک ہے جا فعلات تن ہن خیال فعلات وصل لگی کو
 فاعلا تن تمت تدبلی فعلات تن رہ خیال فعلات -

بکرم مل مسدس مجنون مخذوف مقطوع۔ پہلا رکن سالم دوسرا رکن مخبون
 فعلاتن تیسرا رکن مخذوف مقطوع حذف کے بعد فاعل بن ہو گیا۔ اور قطع سے نون
 گر گیا لام ساکن بن ہو گیا۔ فاعل باقی رہا اسکو فعلن سے بدل دیا۔
 فاعلاتن فعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن
 یاد ان کی شب فرقت ہو گئی۔ سب فراموش محبت ہو گئی
 یاد ان کی فاعلاتن شب فرقت فعلاتن ہو گئی فعلن سب فراموش
 فاعلاتن شمع حب بت فعلاتن ہو گئی فعلن۔

رہل مسدس مجنون مقصور مشعث۔ پہلا رکن سالم فاعلاتن دوسرا رکن
مجنون فغلاتن تیسرا رکن پہلے مقصور بنادو یعنی سبب خفیف کا حرف آخر گرا کر قابل
کو ساکن کردو فاعلاتن باقی رہا اسکو بقاعدۃ التثنیۃ مشعث بنادو یعنی پہلے
سبب کا آخر حرف الف گرا دو فغلاتن باقی رہا۔ اب تین حرکتیں برابر ہیں انہیں
جج کی حرکت کو ساکن کردو فغلاتن بسکون عین باقی رہا ایسا۔

فَاعِلَاتِنِ فَعْلَاتِنِ فَعْلَاتِنِ فَعْلَاتِنِ
کیوں جلاتا ہے مجھے اے صیاد کیوں ستاتا ہے مجھے اے صیاد
کو جلاتا فاعلاتن ہم جے اے فَعْلَاتِنِ صے یا و فَعْلَاتِنِ کو ستاتا
فاعلاتن ہم جے اے فَعْلَاتِنِ صے یا و فَعْلَاتِنِ -

بحر متقارب

بحر متقارب بہشتین سالم۔ اس کے رکن پنج حرفی ہیں پہلا دو تہجوع دوسرا سبب خفیف فعولن۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

ہناں جب ہوا ماہ کامل ہمارا تو چارہا دیر تک دل ہمارا

بنا جب فعولن ہوا ماہ فعولن مکمل فعولن ہمارا فعولن ترپ تا فعولن رہا دے فعولن رہا دے دل فعولن ہمارا فعولن۔

بحر متقارب مثنیٰ مقصور۔ اس میں تین تین رکن سالم آتے ہیں اور عرض

و ضرب یعنی چوتھا اور آٹھواں رکن مقصور آتا ہے قصر کا یہی قاعدہ ہے کہ جب سبب خفیف آخر میں ہوتا ہے تو اس کے حرف آخر کو گرا کر ماقبل کو ساکن کر دیتا ہے فعولن میں لن کے ان کو گرا کر لام کو ساکن کر دیا فعولن باقی رہا۔

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

اسے فصل کرتے نہیں لگتی بار نہواں سے یا یوں امیدوار

اُسے فص فعولن لکرتے فعولن نبی لکھ لیتا فعولن نہواں فعولن

سایہ فعولن سالم سے فعولن دوار فعولن۔

بحر متقارب مثنیٰ مجزوف۔ اس میں تین رکن سالم آتے ہیں اور چھٹا

رکن مجزوف آتا ہے ضمت سبب خفیف آخر کو گرا دیتا ہے فو باقی رہتا ہے اسکو فعل بعظم تین سے بدل دیتے ہیں۔

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

مرے درد کی خود دوا ہو گئی کہ خستہ اسید شفا ہو گئی۔

مرے درفعولن کی ضد فعولن دوا ہو فعولن گئی فعل کر خ صت فعولن
اے اے دے فعولن شفا ہو فعولن گئی فعل۔

بکھر متقارب اثرم۔ یہ زحمت صدر اور ابتدا اور خسو دوم میں آتا
ہی جس بحر میں زحمت اثرم واقع ہوتا ہی اسکو اثرم کہتے ہیں اسکا قاعدہ
یہ ہی کہ جس رکن میں پہلے ایک دند مجموع اور دوسرا سبب خفیف ہو جیسے
فعولن میں ہی تو سبب خفیف کے آخر حرت نون کو نکال ڈالو فعولن باقی رہا
اب دند مجموع کے حرت اول کو گرا دو فعولن باقی رہا اسکے بعد فعولن کو فعل بدل د
فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن
قتل ہوا ہی لال علی کا تازہ ستم ہی ظلم نیا ہے

قتل ہوا ہے فعل فعولن لال علی کا فعل فعولن تازہ ستم ہے
فعل فعولن ظلم نیا ہے فعل فعولن۔

اردو کے شعرا اسے چار خانے کی بھرکتے ہیں اور اسکے دور رکن ملا کر تقطیع
کہتے ہیں وراکثر اس بکھر کو المضاعف یعنی ایک شعر میں سولہ رکن لاتے ہیں۔
بکھر متقارب اثرم۔ ظلم کی تعریف یہ ہی کہ وہ رکن کے دند مجموع کے
پہلے حرت کو گرا دیتا ہی فعولن میں فعولن دند مجموع ہی اسکے پہلے حرت کو گرا دیا تو فعولن
باقی رہا سبب ملا کر فعولن رہا۔ اسکو فعولن بسکون عین سے بدل دیا۔ ہر مصرع میں
پچھلا اور تیسرا رکن اثرم آتا ہی باقی سالم۔

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن
عزم کم نہیں ہی دل کو ہما ہے صورت کسی کی دلیں نہاں تہ

عزم کم فعولن نہیں ہے فعولن دل کو فعولن ہما ہے فعولن صورت
فعولن کسی کی فعولن دل سے فعولن نہاں ہے فعولن۔

مرد فعلن دجگر فعلن کد افعان ہنہی فعلن اس لم فعلن کجما فعلن مشفا فعلن ہنہی فعلن۔

بھر متدارک مجنون مسکن جب تسکین زحاف واقع ہوتا ہی تو اس بھر کو مسکن کہتے ہیں۔ تسکین کا دستور یہ ہی کہ جب تین حرکتیں برابر آتی ہیں تو بیچ والی حرکت کو ساکن کر دیتا ہی۔ چونکہ فاعلن کو مجنون کرنے کے بعد فعلن میں برابر تین حرکتیں تھیں اسلئے اسے عین کو ساکن کر دیا۔ فعلن ہو گیا۔ صرف ایک نہ حاف قطع کے لانیسے فاعلن فعلن بن سکتا تھا۔ لیکن اسلئے کہ متدارک کے عروض ضرب یعنی آخر مصرع کے سوا عروضیہ کے قاعدے قطع لانا ناجائز ہی۔ اسلئے اس میں ضین اور تسکین دوزحاف لائے گئے اس میں تشعیث نہیں کر سکے اسلئے کہ تشعیث صرف فاعلاتن میں آتی ہی۔

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

وہ آفت کا پر کا لا ہی سو حکمت نظرت والا ہی

وہ افعان فتن کا فعلن پر کا فعلن لا ہے فعلن سو حکم فعلن مت فظ فعلن رت و فعلن لا ہے فعلن۔

قاعدہ:- یہ بھر المضاعف یعنی سولہ رکن کی بھی آتی ہے اور اختیار ہی کہ ایک رکن مجنون اور چند رکن مجنون مسکن لائیں۔

بھر متدارک مثنیٰ اخذ جس رکن میں زحاف عذ ذات ہی اسکو اخذ کہتے ہیں یہ زحاف صرف عروض و ضرب یعنی آخر مصرع میں آتا ہی جس رکن کے آخر میں وہ مجموع ہو اسکو پورا کر دیتا ہی چونکہ فاعلن کے آخر میں وہ مجموع ہی اسکو بھی گرا دیا صرف فاعلاتن ہی رہ گیا اسکو رفع سے بدل دیا۔

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

ما یہ قاسم کی رو کر پکاری مندی آتی ہے قاسم تھاری

مایقا فاعلن سم کرو فاعلن کر چکا فاعلن ری فع مہ د۱۱ فاعلن
تی ہقا فاعلن سم تا فاعلن ری فع .

قاعدہ :- اس تقطیع میں یہ بات بھی معلوم ہو گی کہ جب حرف مخلوط وزن
غنے کے ساتھ آتا ہے جب بھی انہیں سے ایک حرف تقطیع میں لیا جاتا ہے۔ ہندی میں
نون ہی مخلوط یعنی فون تو غنہ ہی وہ تقطیع میں کی طرح نہیں آ سکتا اور وہ مخلوط ہی مگر
اپنی آواز دیتا ہے ایسے لیا گیا۔ یہ بحر بھی المضاعف آتی ہے یعنی ایک شعر میں سولہ رکن۔

آؤ تم کو میں دوٹھا بناؤں دل کے ارمان اپنے نکالوں
آنی انگشتن میں باد بہاری ہندی آتی ہے قاسم بھٹا ری

بحر کامل

بحر کامل مثنیٰ سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جو نسیم صبح لپٹ گئی کسی گھل کے دامن پاک سے
تو شعلہ ہرنے اک چھڑی چڑی اُسکو آ کے شاک سے
جیسی میضرب مفاعیلن چلپٹ گئی مفاعیلن کیسکل کہ مفاعیلن مپاک سے
مفاعیلن تشاعہ مفاعیلن رن اک چڑی مفاعیلن جڑ اس ک ۱۱ مفاعیلن
کٹاک سے مفاعیلن ۱۰۔

بحر جز

بحر جز مثنیٰ سالم
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

جب مشک بھر کر نہری عباس غازی گھر چلے
 اک جام کوثر بھر لیا اور خلد سی حیدر چلے
 جب مش کبر مستفعلن کر دے مستفعلن عب باسقا مستفعلن زی گر چلے مستفعلن
 اک جا کو مستفعلن ژر بر لیا مستفعلن ارض دے مستفعلن ہے در چلے مستفعلن۔
 رجز مشن مطوی مجنون۔ جس رکن میں زحان طے آتا ہی اسکو مطوی کہتے ہیں
 اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جس رکن میں دو سبب خفیف برابر ہوتے ہیں تو دو سبے سبب
 خفیف کے ساکن حرف کو گر ادیتا ہی مستفعلن میں دو سبب خفیف تھے دوسرے
 سبب کا ساکن حرف تھا اسکو نکال ڈالا مستفعلن باقی رہا اسکو مستفعلن سے
 بدل دیا اور جن کہتے ہیں رکن کے پہلے سبب کے حرف ساکن کے گرانے کو جب سین
 کو نکال ڈالا تو مستفعلن باقی رہا اسکو مفاعیلن سے بدل دیا۔
 پہلا رکن مطوی دوسرا رکن مجنون رکھو۔

مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
 اٹھم کیا بڑا کیا جسم کیا تو کیا ہوا تم نے جو ہر بھی دیا میرے لیے دوا ہوا
 نفل کیا مستفعلن برا کیا مفاعیلن رح کیا مستفعلن کا ہوا مفاعیلن تم نجرہ
 مستفعلن ربی دیا مفاعیلن مے لیے مستفعلن دوا ہوا مفاعیلن۔
 اسیں ظلم اور رحم کا میم جو ساکن تھا تقطیع کی ضرورت سے متحرک ہو گیا۔
 اور یہ جائز ہی اور تو کیا نکال ہو گیا یعنی پانچ حرف کے تین حرف رہ گئے۔

بحر واندر

بحر واندر ششم سالم۔
 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
 یہ بحر عرب کیلئے مخصوص ہے فارسی والوں نے بھی کم غزل کہی ہمارے دیں کی غزل نظر نہیں آتی

اب یہاں سے مرکب بحد تک بیان کیا جاتا ہے جو دو رکنوں کو ملا کر بنائی گئی ہیں۔

بحر مجتث

بحر مجتث مثنیٰ سالم مستفعلن فاعلاتن ایک شعر میں چار بار ہا۔ یہ بحر اُردو میں سالم نہیں آتی۔ بحر مجتث مثنیٰ مخبون محذوف خبن سبب خفیف دل کے ساکن حرف کے گرائے کو کہتے ہیں مستفعلن سی سین کلگیا مستفعلن باقی رہا اس کو مفاعِلن سی بدل دیا دوسرا رکن فاعلاتن تھا اسیں بھی پہلے سبب خفیف فاہی الف کو گرا دیا فُلاتن باقی رہا۔ تیسرا رکن مستفعلن ہی وہ بھی خبن کے قاعدے سے مفاعِلن ہو گیا۔ چوتھا رکن فاعلاتن ہے اس کو حذف کے قاعدے سے محذوف بناؤ یعنی آخر کے سبب خفیف کو گرا دو فاعلا باقی رہا۔ خبن کے قاعدے سے الف بھی گرا دو فُلا باقی رہا اس کو فعلن بحسب عین سے بدل دو۔

مفاعِلن فُلاتن مفاعِلن فعلن مفاعِلن فُلاتن مفاعِلن فعلن

عین کو نہیر ہے۔
عین تمیز جس نسا کو بشر کی طرح وہ آدمی کے ہی جالے میں جانور کی طرح

نہی تھی مفاعِلن زجنسا فُلاتن نکو بشر مفاعِلن کی طرح فعلن و ا ا د می
مفاعِلن کہجائے فُلاتن مجانور مفاعِلن کی طرح فعلن۔

اس تقطیع میں سبب خفیف کا آخری حرف متحرک ہو گیا یعنی جزل نسا میں
الف تقطیع سے گرا گیا جس کا سین متحرک ہو کر نوں سے مل گیا۔ یہ اختیار الف
گرنے کے بعد اکثر ہو جاتا ہے۔

بحر مجتث مثنیٰ مخبون محذوف مقطوع۔ خبن تین کونہیں آتا ہی یعنی مفاعِلن
فُلاتن مفاعِلن چوتھا رکن جو فاعلاتن آئیں پہلے حذف لاؤ آخر کا سبب خفیف

کرادو فاعلا باقی رہا پھر قطع کرو یعنی وتد مجموع کے حرف آخر کو گرا کر ماقبل کو ساکن کر دو فاعل باقی رہا اسکو فعلن سکون عین سے بدل دو۔

مفاعِلن فَعْلَاتِن مفاعِلن فَعْلان مفاعِلن فَعْلَاتِن مفاعِلن فَعْلان
 طے یہ دست تاسف کہ ہم فقیروں کے خطوط مسٹ گئے سب ہاتھ کی لکیر ونکے
 سے پیدس مفاعِلن تن اس سے فَعْلَاتِن کم فقی مفاعِلن رو کے فعلن خطوط
 مفاعِلن گئے سب ہا مفعلاتن تکلی لگی مفاعِلن رو کے فعلن۔

بعض عروضی مجنون محذوف مسکن کہتے ہیں اُنکا قول ہے فاعلاتن پر پہلے حذف
 لاؤ فاعلا باقی رہا۔ پھر عین لاؤ فاعلا باقی رہا۔ پھر تسکین لاؤ۔ یعنی تسکین کا یہ
 قاعدہ ہے کہ برابرتین حرکتیں باقی ہے تو حرکت ثانی کو سکون دیتی ہے بس فعلن سے
 فعلن ہو گیا۔ بعض عروضی کہتے ہیں اسے مجنون محذوف مسکن نہ کہو بلکہ ابتر کہو
 کیونکہ ابتر زحمت محذوف اور مسکن دونوں کا عمل تھا کرتا ہے۔ مگر فیصلہ یہی ہے
 کہ مجنون محذوف مقطوع کہیں۔

بحر مضارع

بحر مضارع سالم۔ مضاعی لن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن دو بار لیکن
 اردو میں سالم بحر میں کوئی غزل نہیں ملی۔ بحر مضارع معتنیٰ خرب یہ زحمت
 خاص کر رکن مضاعی لن میں آسکتا ہے۔ کیونکہ اسکا قاعدہ ہے کہ جس رکن کے
 اول وتد مجموع اور آخر میں سبب خفیف سا تو ال حرمت ہوا سپر آتا ہے۔ اس لیے
 کہ سو مضاعی لن کے کوئی رکن ایسا نہیں ہے۔

مضاعی لن سے اول و آخر حرف کو نکال ڈالو فاعیل باقی رہا اُس کو
 مفعول سے بدل دو باقی دو سرے رکن کو سالم لاؤ۔

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
کیا دوس نشان قاتل چون تھان سیا تنک
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
گادوں مفعول شانق قاتل فاعلاتن ہونات مفعول وایہا تنک فاعلاتن پرتاہ
مفعول نامدلے فاعلاتن اتان مفعول ہی زبا تنک فاعلاتن۔

بکھر مضارع مثنیٰ اُخرب مکفوف مخذوف پہلا رکن خرب آتا ہی کف، حرفی
رکن مین آتا ہی جبکہ آخر میں سبب خفیف ہو۔ آخر دو اسے حرف کو گرا دیتا ہی فاعلاتن
کا نون گرا دیا فاعلاتن رہا۔ تیسرا رکن مقایعین ہی اُس پر بھی کف لاؤ تو مقایعین
باقی رہا۔ چوتھا رکن فاعلاتن ہے۔ اُس پر حذف لاؤ یعنی سبب خفیف آخر کو
گرا دو فاعلا باقی رہا فاعلن سے بدل دو۔

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
ہے ظلم اس کو یا رکھا ہے کیا کیا
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
کیا جبر اختیار کیا ہم نے کیا کیا
ہے ظلم مفعول اسکیا فاعلات کیا ہم مفاعیل کا کیا فاعلن کا جبر مفعول
اختیار فاعلات کیا ہم مفاعیل کا کیا فاعلن۔ اسمیں ظلم اور جبر و اختیار کے
آخر حرف ساکن ہیں۔ مگر عرضیوں کا قاعدہ یہی کہ ایسے حرفوں کو متحرک
بنالیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بحر فرج سالم مستغفل مغضولات مستغفل مغضولات دوبار سالم بحر میں
توارد کی کوئی نظم نہیں آتی مگر زحاف کے ساتھ دو ایک بحروں میں کہا ہے
بحر فرج مشن مطوی مکشوف۔ زحاف کا دستور یہ ہے کہ جب رکن کے اول میں
دو سبب خفیف برابر ہوں تو دوسرا سبب خفیف کے حرف آخر کو گرا دیتا ہے

مستغفلن کے سبب کا حرف آخر حرف ہی وہ نکل گیا مستعان باقی رہا اس لیے
مستغفل بنایا دوسرا کن مغفولات ہی اس کو مطوی بناؤ تو داؤ نکل جائے گا
مغفلات اب اس پر کشف زحاف لاؤ یعنی وہ مفروق کے آخری حرف ت کو گرا
دو تو مغفلا باقی رہا اُس کو فاعلن سے بدل دو کیونکہ کشف کا یہی کام ہے کہ وہ
مفروق کے آخر حرف کو گرا دیتا ہے۔

مفتعلن فاعلن مفتعلن فا علن مفتعلن فاعلن مفتعلن فا علن
میں نے اُسے دل دیا اُس نے مجھے غم دیا پھر یہ شکایت رہی ایک سو کم دیا
میں اسے مفتعلن دل دیا فاعلن اُس نے مجھے مفتعلن غم دیا فاعلن پرے
شکا مفتعلن میت رہی فاعلن ایک سو مفتعلن کم دیا فاعلن۔

بحر حقیقہ

بجز خفیف مسدس فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن دوبارہ یہ بحر بھی اردو میں سالاہین
آتی ہے یہ بحر ہمیشہ مسدس آتی ہے بجز خفیف مسدس مثنوی مجذوف پہلے رکن میں کوئی
زحاف نہیں آتا یعنی فاعلاتن پورا آتا ہے دوسرے رکن میں جنن آتا ہے سبب خفیف
اول کے دوسرے حرف کو گرا دیتا ہے متفعلن باقی رہتا ہے اسکو فاعلن سے بدل
دیتے ہیں تیسرا رکن فاعلاتن ہی اُسپر حذف آتا ہے آخر کے سبب خفیف کو گرا دیتا
ہے فاعلا باقی رہتا ہے اُسپر جنن بھی آتا ہے یعنی فاعلا میں سے سبب خفیف اول کا
دوسرا حرف الف گرجانا ہے فعلا رہتا ہے اسکو فعلن بجز میں سے بدل دیتی ہیں

فَاعِلَاتِن مَفَاعِلُن فَعْلُن فَاعِلَاتِن مَفَاعِلُن فَعْلُن

چو کہا لا رنا صواب کیا نام تو بہ کا بھی خراب کیا

جو کیا کا فاعل تن ناصوا مفاعلن کیا فعلن نام توبہ فاعل تن کہی خرا مفاعلن

بحر سربیع

بحر سربیع سدس سالم مستعلن مفتولات اُردو میں سالم نہیں آتی نہ اسکی کوئی مثال ملی۔ بحر سربیع سدس مطوی کا شوق مستعلن مفتعلن فاعلن مطوی کا کام یہ ہے کہ مستعلن کے ف کو گر اگر مفتعلن سے بدل دیتا ہے دونوں رکنوں کو مطوی بنا لو مفتولات کو بھی مطوی کر دو اور اگر دو مفتولات رہا اب کشف کے قاعدے سے ت کو گر اور مفتعل رہا اسکو فاعلن سے بدل دو۔

مفتعلن مفتعلن فاعلن
مفتعلن مفتعلن فاعلن

دل نہ مرا لیکے دغا کیجئے
بہر خدا بتو دغا کیجئے

دل نہ مرا مفتعلن لیک دغا مفتعلن کی جیسے فاعلن بہر خدا مفتعلن
اب تو فاعلن مفتعلن کی جیسے فاعلن۔

قاعدہ بحر خفیف اور بحر سربیع ہمیشہ سدس آتی ہیں مثن نہیں آتی ہیں۔ بحر طویل بحر بسیط بحر مدید بحر مقضب بحر جدید بحر قریب بحر مشکمل بحر وافر جبکہ اردو میں سالم اور غیر سالم دیکھنے میں نہیں آئیں اور زحافات تبسبع اور ذلل اور ایسے زحافات جنکے اصناف سے بقاعدہ عروضیاں ایک لاف زیادہ ہو کر آخر میں نون غنہ آتا ہے یہ قاعدہ اردو زبان کے لحاظ سے غلط تھا اسلئے اسکا بیان غیر ضروری سمجھا کہ نہیں لکھا اول تو اردو میں ایسی غزلیں کم ہیں جنکے آخر میں یسا زحافات آتا ہے۔ وہ سہری یہ کہ جب تک کوئی حرف اصلی ساکن آخر میں نہ آئے ایسے زحافات کو نون غنہ کے ساتھ وزن کرنا غلط ہی نون غنہ کوئی وزن نہیں رکھتا جسکا وزن نہیں ہوا اسکو تقضیع میں شامل کرنا غلط ہی۔ بس جہاں کہیں نون اعلان ساکن یا کوئی دوسرا حرف جو تلفظ میں آتا ہو اور اُس سے تبسبع

یا ذلل پیدا ہوتی ہو تو اس کی تقطیع کر سکتے ہیں۔

قاعدہ بحر متدارک کی بعض مزاحف بحریں ایسی ہیں جو مقدار بحر مزاحف بھی بن سکتی ہیں لیکن اول تو استخراج متقدمین کی پیروی کیجاتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ بحر کو اسی بحر میں رکھنا چاہیے جس میں کم زحاف آئیں۔ اور آسانی سے بحر تغیر قبول کرے یعنی ایک بحر میں زحاف مرکب آنا ہو یا کئی زحاف آتے ہوں اور وہی وزن بن سکتا ہو جو دوسری بحر میں زحاف مفرد یا ایک نہ لانے سے تو اس دوسری بحر میں تقطیع کرنا چاہیے۔

قاعدہ:۔ تقطیع کرنے کا اچھا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اردو کی مستعمل چند بحر میں مع زحاف عام کے یاد کر لو اور اس سے ایک رکن نکالو۔ اس طرح چاروں رکن نکال کر بحر کا نام اور زحاف بتا دو رکن کے خلاف تقطیع کرنا نا جائز ہے جیسے مفاعی بن کے بدلے فعلن فاسے بھی تقطیع کر سکتے ہو لیکن فعلن فاکوئی رکن سالم اور مزاحف نہیں ہے۔ اس لیے بحر کا رکن نہیں بن سکتا۔ جیسے شعر

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان قالب

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ باؤ خواہ ہوتا

بحر رمل مثنیٰ مشکول فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن۔ میں ہے اگر اسکا وزن متفاعلن فعلن سے کرو۔ اس طرح میسائیل متفاعلن تصروف فعلن پتیرا بیامتفاعلن نغالب فعلن تخم ولی متفاعلن سمجھتے فعلن جنبا د فامتفاعلن رہوتا فعلن۔

لیکن ہم اسکو صحیح نہیں کہہ سکتے کہ یہ وزن کسی بحر صحیح کا نہیں بنایا گیا اس لیے یہ غلط ہے اور فعلات فاعلاتن ایک مقررہ بحر ہی اس لیے صحیح ہے۔

نون کا بیان

نظم اردو میں شعرانے نون کے استعمال میں بہت سے قاعدے جاری کیے ہیں جن کا سمجھنا عام شعر کے لیے ضروری ہے۔

اول نون اعلان جیسے گلشنِ دکن کنِ نقشِ من بن یہ وہ نون ہیں جو کبھی غنہ میں آسکتے اور اُسکے ماقبل کوئی حرف علت نہیں اور تقطیع میں لیا جاتا ہے اور زبان سے ادا ہوتا ہے۔

دوسرا نون غنہ ہی جو ناک میں بولا جاتا ہے اور کبھی زبان پر نہیں آتا تقطیع میں اُسکا شمار جائز نہیں ہے۔ جیسے میں ہیں ہاں یہاں وہاں وہیں کنواں ہوں آنسو رائد سا دُسو نہ بوند موتنگ مانگ جانگ یا علامت جمع مؤنث مگھوڑیاں روٹیاں ساریاں یا علامت جمع شکم آئیں جائیں یا علامت جمع مؤنث مگھوڑیاں روٹیاں ساریاں یا علامت جمع مذکر مؤنث کن آنکھوں شہروں یہ نون جن لفظوں میں آتا ہے اُسکے ماقبل یا مابعد ایک حرف علت ہوتا ہے اُس کا شمار تقطیع میں نہیں کیا جاتا اور اُسکو بہ اعلانِ نظم کرنا منع ہے۔

تیسرے وہ فارسی عربی الفاظ کا نون جو آخر لفظ میں حرف علت کے بعد آتا ہے اور ترکیبِ اصنافی فارسی یا ترکیبِ عطف فارسی ہوتا ہے اُسکو بھی غنہ لکھنا چاہیے اور تقطیع میں نہ لینا چاہیے جیسے دلِ ناتواں درِ یاسِ جیوں عرشِ زمیں لیکن جب علت ہی واقع ہو اور اُسکے ماقبل فتح ہو تو اسانِ بابر ہوگا جیسے شورِ شینِ قبر حینِ زیبِ وزین۔

قاعدہ :- اور اگر الفاظ عربی بہ ترکیبِ اصنافی عربی ہیں تو ان کا یہ اعلان نظم کرنا بہتر ہے۔ جیسے عظیم الشان رفیع الشان فصیح البیان کیونکہ عربی میں نون غنہ

نہیں آتا۔

قاعدہ:- فارسی کے تمام الفاظ جن کے درمیان نون ہی اور اس کے ماقبل اور مابعد کوئی حرف علت نہیں ہمیشہ نون اعلان سے مستعمل ہوں گے جیسے سکنہ خندیدن کند سو گند اور جن کے ماقبل الف وصل متحرک ہی اور وہ درمیان لفظ واقع ہوئے ہیں اعلان سے مستعمل ہونگے۔ انگریز انجمن انجیل اندیشہ۔

فارسی کے وہ اسما یا عربی اسما جن کے آخر میں نون ہے اور اس کے ماقبل کوئی حرف علت ہی اور وہ بغیر ترکیب اضافی ہیں تو اپنے اختصار مائل ہی جاسکتے ہیں نون غنہ سے نظم کریں یا نون اعلان سے لیکن اکثر شعرا قاعدہ یہ ہی کہ وہ ایسی نون کو بہ اعلان نظم کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے استاذ کا حکم یہ ہے کہ ایسے الفاظ جو سحر فی ہیں وہ ضرور بہ اعلان نظم کیے جائیں باقی پانچ تیار رہے چاہے بہ اعلان نظم کریں یا غنہ آسمان جان خون دین زمین و فون قانون بود قلمون قالین لیکن جو وہ فارسی اور عربی ہر حال میں غنہ متقدم کریں گے جیسے چناں چینیں خموشاں شاہاں درختاں۔

قاعدہ:- ایک نون درمیان لفظ میں تا ہی اور اس کے بعد حرف بے ہوتا ہی آتا ہے بھی نون غنہ ہی لیکن وہ نون ہم سے بدل جاتا ہی اور تقطیع میں لیا جاتا ہی آئینہ طبع تنبا کو تبتول سنبھالنا۔

قاعدہ:- ایک نون غنہ مشدد ہوتا ہی جو درمیان لفظ میں تا ہی اور اس کے بعد ماقبل حرف علت نہیں ہوتا اور مابعد کاف فارسی ضرور ہوتا ہی وہ بھی تقطیع میں لیا جاتا ہی جیسے رنگ شگ جنگ ڈھنگ۔

قاعدہ:- ایک نون مخلوط ہوتا ہی یہ خاص ہندی الفاظ میں تا ہی اسکا حکم

بجائے نون غنہ کے ہی اُسکا تقطیع میں شمار نہیں ہوتا جیسے میخہ منہ مہندی۔
 قاعدہ:- ایک نون ہندی الفاظ کے درمیان میں آتا ہے اُسکے ماقبل کوئی
 حرف علت ہوتا ہے وہ بھی تقطیع میں نہیں لیا جاتا ہے جیسے ادبچہ بلبچہ لونڈی
 ریگنا اونٹ، ایک نون غنہ درمیان لفظ میں آتا ہے اُسکے ماقبل کوئی حرف
 علت نہیں ہوتا اور وہ خاص ہندی الفاظ میں آتا ہے اسکا تقطیع میں لینا
 جائز نہیں جیسے بندریا کنکلیا منہ۔

غزل کہنے کا قاعدہ

غزل کہتے وقت چند باتوں کا ضرور خیال رکھو پہلے اُسکے تمام قافیے
 جمع کر دو اُسکے بعد اُن میں مناسب قافیے چن لو جیسے خنجر دفتر کے قافیے
 میں بندر کا قافیہ غیر مستحسن ہے اور غزل کے خلاف ہے۔ اسی طرح
 بعض غیر مستعمل الفاظ جیسے خضر چنگلی کو کہتے ہیں اور یہ زبان اردو میں کم
 مستعمل ہے اور غزل میں شعر اسے منظم نہیں کیا ہے ایسے تانیوں کو نہ لو
 نظم یا شبنوی یا نصائد میں جہاں یہ قافیے مناسب طور پر آئیں تو مضائقہ
 نہیں ہے اُس کے بعد دیکھو کہ استادوں نے اس ردیف و قافیہ اور بحر
 میں غزل کہی ہے یا نہیں اگر کہی ہے تو اُسکے کلام پر نظر کرو اور جس قافیے کو
 انھوں نے اچھے پیارے نظم کیا ہے ان کے مقابلے میں کوئی نئی بات نکالو
 کوشش کرو یہ ممکن ہے کہ تم اُس قافیے کو اُن سے اچھا کہہ جاؤ اور ایسا
 اکثر ہو جاتا ہے۔ تقابل میں غزل کہنا تمھارے لیے زیادہ مفید ہوگا۔ شاعری
 میں ایک بات بہت مشکل ہے یعنی دائرہ ادبیہ سے قدم آگے نہ رکھنا چاہیے
 جو محاورہ بمطرح دہلی اور لکھنؤ میں استعمال کیا جاتا ہے اُسکو سلیطہ نظم کہتے ہیں اگر

کوئی اسپر اعتراض کرے تو جواب میں سندے سکے۔ اسی موقع پر استاد اور اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے دل بھرا ناغلیں ہونا کے معنی پر محاورہ ہے۔ اب کوئی جان بھرا ناغلیں ہونا کے معنی پر نظم کرے تراکی زبان پائے اعتبار سے ساقط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگ محاورہ و محکم نظم کرنے میں بہت غصہ کریں کھاتے ہیں اور اس غلطی کی اصلاح سوا اس کے کہ کسی اہل زبان سے اصلاح لیں غیر ممکن ہے۔ آج کل کے شعرا زبان اور محاورات کا تحفظ نہیں کرتے۔ عمدہ خیال نظم کرنے والے بہت ہیں۔ مگر عمدہ زبان نظم کرنے والے کم ہیں بھاری پہلی کوشش یہ ہونا چاہیے کہ عمدہ خیال عمدہ زبان میں نظم ہوں۔

نظم کرتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھو کہ جانتیک ممکن ہو لفظ کے حرف کو جکا کرانا جائز ہے وہ بھی نہ کریں الف مصدری یعنی جانا کھانا کا الف اگر انا جائز نہیں ہے۔ اس کی احتیاط رکھو۔ میں اس کو لوگ اس طرح نظم کرتے ہیں۔ کہ حرف تیم تہ قطع میں آتا ہی باقی دو حرف گر جاتے ہیں ان کا گوانا اگر چہ جائز ہے مگر مستحسن نہیں ہے اور قابل احتیاط ہے۔

میں نے بہت سے لوگوں کو کہتے سنا کہ ہم نے فتویٰ بادل لکھی مگر ملک میں وہ عزت نہ ہوئی جو فتویٰ قلح یا میرسن کی ہے۔ بات صریح یہ ہے کہ ان کی فتویاں بامحاورہ اور صحیح زبان میں نظم ہوئی ہیں۔ جب تک دیسی لطافت پیدا نہ ہو دوسرا کلام کیونکر فروغ پائے۔ سرکاری صیغہ تعلیم میں اردو نظم و نثر کی ہزاروں کتابیں روزمرہ تالیف ہوتی ہیں لڑکے بضرورت پڑھتے ہیں شوقین اور زبان داں نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وجہ یہ ہے کہ انکی زبان کتر صحیح ہوتی ہے۔ مولانا حالی شمس العلماء نذیر احمد مولانا شبلی۔ غالب مولانا آزاد میرسن میر تقی۔ ذوق۔ مومن۔ سودا۔ آتش۔ ناسخ۔ میر انیس۔ مرزا دبیر اور دیگر شعرا کے

مستقدمین کو جو شعر اور حضرت نظم و شعر میں حاصل ہی وہ اس سبب سے نہیں ہے
کہ وہ دولت مند تھے یا خوبصورت تھے بلکہ ان کی زبان باعلاء و فصیح اور مستند ہوتی
تھی۔ شاعر کے لیے سب سے بہتر زبان کی تھی۔
اس کتاب میں ذکر کیجئے کہ معلوم ہو جائیگا کہ آج کل کے شعرا مشکل بھریں
ہیں غزل نہیں کہتے اور صورت چند بھریں ہیں جن پر ہر شاعر ہوا کرتے ہیں
وہ یہ مہر کہ یو لگ فربہ و رقص سے ناواقف ہیں محض شہرت کیلئے اور
مشاعرہ کی داد و ان کی طرف سے دات سے غزل نگار نامیکہ لیتے ہیں اور عام
اداران میں یہ سمجھا کہ شاعر ہیں جو جلتے ہیں شکل قافیوں اور شکل و دین میں
لکھتے یہ قادر نہیں ہیں۔ اگرچہ کہ یہ شعر میں کوئی مشاعرہ نہ ہو تو شاید مشاعرہ میں
کوئی شاعر نہ ہو سکی جو اس نہ کہ گیارہ بھر ہر روز مقبوض میں کوئی مصرعہ طرح دید یا
جائے گا تو اسے شاعر نہیں ہو کوئی شاعر کہ ہو سکیگا مطلب اس سے یہ ہے کہ فن شاعری
مستطاب ہو کسی کو خوبصورت ہو۔ اکی شاعر نہیں کہ ہو سکیگا مطلب اس سے یہ ہے کہ فن شاعری
مستطاب ہو کسی کو خوبصورت ہو۔ اکی شاعر نہیں کہ ہو سکیگا مطلب اس سے یہ ہے کہ فن شاعری

اصلاح اور روحی اصلاح

استاد کو لازم ہے کہ شاگرد کی پہلے فن عروض قافیہ سی وقف کرے اس کے بعد فن شعر اور صورت
معرورہ شاعری سے تباہ ہے یہ سچ ہے ہر متبذی ابتدا میں ان بات کو نہیں سمجھ سکتا
لیکن رفتہ رفتہ سیکھ سکتا ہے۔ اصلاح دو طرح کی ہوتی ہے صورتی و معنوی یعنی اگر
شعر کا وزن صحیح نہیں یا تو غلط ہے یا فعل کچھ فاعل و رفاعل کچھ فعل کیا ہے
یا حی و مرہ غلط کیا ہے یا دم کا پہلو کیا ہے یا خطبہ اضافہ و تالیفی کے ساتھ ایک
اعلان نہیں ہے نہ اسم و ردی اسم فاعلی کے ساتھ مضاف الیہ کیا ہے یا لفظ غلاف مجمل

استعمال ہوا ہے یا ضمیر ضرورت پر اسم لایا گیا ہے یا شوقیج کا آنا الف مصدر کی ساقط ہونے کا
معروف فارسی کا اگر دینا یا ماضی قریب کو مستقبل سمجھ کر علامت مستقبل منادہ کرنا جیسے آیا ہے
کو آیا ہے کانظم کو نایا لفظ کا خلاف تلفظ متعلق ہو یا جیسے ضمیر کو ضمیر اصل کو اصل عمر کو عمر نظم کو نا
یا اضافت کثیرہ کا لانا اور عطف و اضافت فارسی میں اعلان فون کرنا یا جمع مستعمل عربی کو بقا
سہندی جمع کرنا جیسے شالہ تینوں حسابوں عو یا تو کو نظم کرنا اور عربی فارسی الفاظ میں
الغلام اضافہ کر کے مضاف ایہ بنانا یا کوئی شخص دے دے وابط فارسی کو اردو میں نظم کر جائے یا
کوئی مصدر فارسی کو مضاف ایہ بنائی جیسے دقت مردن یا فارسی صادر کر دے دے میں نظم کر دے تو یہ
سب غلطیاں خلاف اصول بان ہیں اور انکی اصلاح کو اصلاح معلومی کہتے ہیں معنوی غلطیاں
اس طرح واقع ہوتی ہیں کہ شاعر اپنے مقاصد کو ایک شعر میں داکر تباہی نہیں جن الفاظ میں شعر
ادا کیا جاتا ہے وہ الفاظ شاعر کا مطلب ادا نہیں کر سکتے اور مطلب شاعر کے پیٹ میں
رہ جاتا ہے۔ اسکی اصلاح کو اصلاح معنوی کہتے ہیں۔

ایک غلطی اور بھی شاعر ہوتی ہے جسے صنف سخن کے خلاف کلام ہوتا ہے فرض کیجیے قصیدے کے لیے
تشبیہ و ذکر نہ لازمی چیز ہے اب کوئی غزل میں تشبیہ کر لے گا جائز یا غزل میں قصہ نظم کر جائے یا قصہ
مفروضہ صنف سخن کے خلاف کوئی خیال نظم کر جائے تو اس غلطی کی اصلاح کا نام بھی اصلاح معنوی
ہوگا اصل میں صنف کے لحاظ کو جسے حدود تک پہنچانا اور صنف سخن کے اصول و ضوابط کا خیال رکھنا
و رابعی کو رابعی کی حد میں کہنا مرثیہ کو مرثیہ کی سلام کو سلام کی تشبیہ کو تشبیہ کی قطعہ کو
قطعہ کی غزل کو غزل کی حد میں کہنا اور مانع اصول و ضوابط کی پابندی کرنا
اچھے صاحبِ انوار و سلیم کا نام ہے اسکا یہ استاد و صفا کھرا جاتے ہیں اور جادو سلیم سے ہمیشہ
جاتے ہیں اور اس غلطی کے اصلاح کے لیے یہ کہہ کر کہ میں آج کل رستہ دار و نکایہ ترقی رہ گیا ہوں
کہ شاعر کو یہ جب بھلائی ہے کہ یہ رستہ دار و نکایہ کو کال کر اسی خیال کو دوسرے الفاظ
میں بے ضرورت صر فی و نحوی بدل کر نظم کر دیتے ہیں۔ یہاں سے مبتدئی اس غلطی

میں ہرگز بدھتہ کو بہن استاد ہو جاتے ہیں اور انکو ترقی کرنے کا موقع نہیں دیتے استاد اُنکے
 اچھے اچھے شعر کاٹ کر خاک سیاہ کر دیتے اور اپنا فلام بنائے رکھتے ہیں۔ شاگردوں کو جا ہی اسے
 موقع پر کسی معافی کے خوب لکھو لکھو لفظوں کے بدلنے کا سبب دریافت کریں اگر حقیقت
 وہ الفاظ کسی محاورہ کی غلطی سے یا صرفی نحوی غلطی ہی یا غیر ضمیمہ نظم ہو گئی ہونگے تو شاگرد کو معلوم
 فوائدہ ہونچکا اور اگر استاد نے زبردستی محض لفظی نکوید لکھا ہو گا تو وہ امر بھی بحث میں صاف ہو جائیگا
 معنوی غلطی میں بھی بحث کر دیا کر تا کہ نکو اپنی کمزوری معلوم ہوتی ہے اور استاد کے وسیع معلوم
 سے فائدہ اٹھایا گیا نکو موقع ملے۔ ہاں اس غلطی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں جو خود اچھی طرح سمجھ سکتے ہو
 کبھی کبھی معنوی غلطیاں بھی بہنیں جلد جلد سمجھ لیتی ہیں استاد اگر تھوڑی سی زحمت گوارا کرے اور
 شاگرد کی ترقی پر حسد نہ کرے تو وہ غریب جلد صلاح کو بوجھ سے سیکھ دے ہو سکتا ہے۔ اب ہم چند غلطیاں دکھا
 دیتے کہ شعر کو اُن سے بچنے کا موقع مل جائے اور مصرعے تاریخ کا سبب نہ ہو۔ ہمیں مصرعے کا عین تقطیع سے ساقط ہونا ہی۔
 شوق سے منت مانتی سے بچا دیتا ہے۔ منت ہو جاتے ہیں ہم دیکھ کے ساغر خالی
 ایسے موقع پر بچا دینا نہیں پڑتے بچا لینا پڑتے ہیں۔

کن دہول میں مٹ گیا سیاہ خان بن زلیب موسم گل میں جاؤا آشیان عند لیب
 اردو کے شغرات شعر افادہ کو خان نظم نہیں کرتے نہ بولتے ہیں اسلئے یہ قافیہ غلط ہے۔
 ہم اہل جاتے ذرا زندہ ہو تا بن قیس دو گھڑی مل بیٹھے دوئے ڈھلانے کے لیے
 اس شعر میں بن قیس کے لفظ سے معنوی غلطی پیدا کر دی ہے یعنی قیس کا کوئی دیوانہ بیٹا نہیں تھا
 شقیس کی شادی ہوئی نہ کوئی اسکی دلا دیتی اس غلطی کی اصلاح کو اصلاح معنوی کہیں گے۔
 اہل ہی میں تمام جزو ہیں۔ جزو بدن ہتے نہیں بلکہ رزے کا بپتہ فقر فقراتے ہیں۔

میں مرے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد وہ موت کا بھی نہیں اعتبار کرتے ہیں
 اس شعر میں جس کفر اعلان کر دین پڑتا ہے واحد المخرج حرف نو نکو در میان کے حرف
 اگر کہ شعر میں لائیسے ثقالت پیدا ہو جاتی ہے اسکو شعرانے ناجائز رکھا ہے۔

چشم ز گس کہاں ہ چشم کہاں نشہ کیسا خاں سا ہے کچھ
چشم فارسی لفظ ہی اسکا بدل اردو میں کچھ موجود ہی ایسے لفظ کو جسکا بدل وضع اردو میں
موجود ہی بغیر عطف اضافت لانا ناجائز ہی اس طرح کہنا چاہیے - چشم ز گس کہاں ہ آنکھ کہاں
حشر میں عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو - اس میں حرف بشرط فعل مرکب کے درمیان ہیں یا ہ
یہ ترکیب غلط ہی اس طرح کہنا چاہیے - حشر میں عذر گنہ کیا ہی بتا رکھو تو -
سانپ کی طرح مری چھاتی پر رات وہ زلف و تالوٹ لگئی

رات اسم زمان ہی جب اسکو مفعول بنائینگے تو علامت مفعول کو لانا ضروری ہوگا اس طرح
کہنا چاہیے - رات کو زلف و تالوٹ لگئی -

زلف رخ سے تیر و استہ جو ہی مایوس ہی چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہے
مایوس بواؤ معروف ہی اور افسوس بواؤ مجہول ایسے دونوں کا تانیہ فعلی حال نہ ناجائز رکھا ہی
آنکھیں ز گس کو نہ تو اوکل رعنا دکھلا تیلیو نکا کسی زانوں کو تماشا دکھلا
تھیو حال نہ دکھلا کو ترک کر دیا ہی ایسی موقع پر دکھا انعم کو ناچاہیے مصرع اس نثر کے مل کے
مرا خوب پالیا - پالنا دونوں ایک ہی معنی کے ہیں یہ باہم مرکب نہیں ہو سکتے پالنا بولنا غلط ہی
مصرع رگوں میں خوشگئی جا مادہ امامت کا - امامت کا مادہ کہنا غلط ہے نیز یہ جان ہی امامت کا قول
ہو سکتا ہی - مصرع رگ میں طوبت کی جگہ خون علی تھا - خون علی کو رطوبت کی جگہ نہ اخلافت
ادب تھا یہ بھی معنوی غلطی ہی - مصرع حد ہو گئی حسین کے زینا ہوا چلا - خوب ہی تعریف و در
حسین کے زینا خلاف ادب ہی - مصرع دیکھ کھڑی ہیں اپنی مانی سے پوچھ لو - اس میں تنقید ہی اس طرح
ہو نا چاہیے تھا - اپنی مانی سے پوچھ لو جو کھڑی ہیں -

زمین گرم پر تر جبالثا کے ماروں گا حسن کالال اچوں پہاڑ کھلا کے ماروں گا
جھکائے بیٹھا ہی کب سے جھکائی گردن کوئی سواری اس لنگڑا میں مارے
اس میں ضم کا پہلو ہی - ابھی سے دیکھنیو تیرا پناؤ ذرا میں جو مایوس فار کا مسخ

۶۷	دیوان صبا	۶۷	دیوان جاه
۶۲	نخیر شاعری	۱۲	دیوان رکی دهلوی بنیدنرا غالب
۶۲	حسن سخن	۶۲	دیوان غالب دهلوی
۶۶	فضائے چمنستان کلام شعرا	۱۲	دیوان تسلیم لکنوی
۱۲	دیوان عزیز بریلوی	۱۲	دیوان یاس لکنوی
۸	گلشنه پوسنی کلام شعرا	۹	دیوان تعلق لکنوی
۶	مسدس حالی	۶	دیوان سخن دهلوی
۶۲	مسدس خیالی جواب مسدس طالی	۱۰	دیوان دلیر
۶۲	تذکره میرانیس	۸	دیوان حسین دهلوی
۶۲	دیوان لطافت	۶	دیوان صفدر رام پوری
۶	۴ کتاب محقر	۶	دیوان امیر لکنوی
۶	اردوئے مطع غالب	۶	دیوان کلیم
۶	مقدمه شعر و شاعری حالی	۱۲	کلیات سیرتقی میر
۶	انجمن ربک	۶	کلیات سودا
۱۲	دیوان وصف لکنوی	۶	کلیات ظفر کامل
۶	دیوان ذوق مرتبه آزاد	۱۲	کلیات آتش
۶	یادگار غالب	۶	دیوان ناخ
۶	مقیاس الاسرار بر علم عروض مصنفین کلمی	۶	کلیات حکیم حنیف علی عجب
۶	شعر العجم تذکره شعری فارسی مصنفه شمس الدین	۶	دیوان حالی
۶	جلد دوم	۶	دیوان رضا
۶	جلد سوم	۱۲	دیوان نسیم دهلوی
۶	چهارم	۸	دیوان سلطان صاحب
۶	پنجم	۶	کلیات مومن
۶	شبانجی او دودا هرود جلد کامل	۶	کلیات نظیر اکبر آبادی
۶	شعری شاد پیر و میر	۸	دیوان وفا لکنوی

